Postal Reg. No. GDP/001/2013-15

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 63

ایڈیٹر
منیر احمد خادمؔ

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ
بدر قادیان
The Weekly BADR Qadian

شمارہ 13

شرح چندہ
سالانہ 550 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا 80 ڈالر امریکن
80 کینیڈین ڈالر
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

25 جمادی الاول 1435 ہجری 27 امان 1393 ہش 27 مارچ 2014ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہرآن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔آمین۔

اللھم ایدامامنا بروح القدس وبارك لنا فی عمرہ وامرہ۔

اَے عقلمندو! یہ دُنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں تُم سنبھل جاؤ تُم ہر ایک بے اِعتدالی کو چھوڑ دو!

(ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

اے امیر و اور بادشاہو! اور دولتمندو!! آپ لوگوں میں ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جو خدا سے ڈرتے اور اس کی تمام راہوں میں راستباز ہیں۔اکثر ایسے ہیں کہ دُنیا کے ملک اور دنیا کے املاک سے دل لگاتے ہیں اور پھر اسی میں عمر بسر کر لیتے ہیں اور موت کو یاد نہیں رکھتے۔ ہر ایک امیر جو نماز نہیں پڑھتا اور خدا سے لاپرواہ ہے اُس کے تمام نوکروں چاکروں کا گناہ اُس کی گردن پر ہے۔ ہر ایک امیر جو شراب پیتا ہے اُس کی گردن پر ان لوگوں کا بھی گناہ ہے جو اس کے ماتحت ہو کر شراب میں شریک ہیں۔ اے عقلمندو! یہ دنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں تم سنبھل جاؤ تم ہر ایک بے اعتدالی کو چھوڑ دو۔ ہر ایک نشہ کی چیز کو ترک کرو۔ انسان کو تباہ کرنے والی صرف شراب ہی نہیں بلکہ افیون، گانجہ، چرس، بھنگ، تاڑی اور ہر ایک نشہ جو ہمیشہ کیلئے عادت کر لیا جاتا ہے وہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر ہلاک کرتا ہے۔سو تم اس سے بچو۔ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزوں کو استعمال کرتے ہو جن کی شامت سے ہر ایک سال ہزارہا تمہارے جیسے نشہ کے عادی اس دنیا سے کوچ کرتے جاتے ہیں....اور آخرت کا عذاب الگ ہے۔ پرہیزگار انسان بن جاؤ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں اور تم خدا سے برکت پاؤ۔حد سے زیادہ عیاشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے۔حد سے زیادہ بدخلق اور بے مہر ہونا لعنتی زندگی ہے۔حد سے زیادہ خدا یا اس کے بندوں کی ہمدردی سے لاپرواہ ہونا لعنتی زندگی ہے۔ ہر ایک امیر خدا کے حقوق اور انسانوں کے حقوق سے ایسا ہی پوچھا جائے گا جیسا کہ ایک فقیر بلکہ اس سے زیادہ۔ پس کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو اس مختصر زندگی پر بھروسہ کر کے بکلی خدا سے منہ پھیر لیتا ہے اور خدا کے حرام کو ایسی بے باکی سے استعمال کرتا ہے کہ گویا وہ حرام اس کیلئے حلال ہے۔غصہ کی حالت میں دیوانوں کی طرح کسی کو گالی کسی کو زخمی اور کسی کو قتل کرنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔اور شہوات کے جوش میں بے حیائی کے طریقوں کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔سو وہ سچی خوشحالی کو نہیں پائے گا یہاں تک کہ مرے گا۔اے عزیزو تم تھوڑے دنوں کیلئے دنیا میں آئے ہو اور وہ بھی بہت کچھ گذر چکے۔سو اپنے مولیٰ کو ناراض مت کرو۔ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو، اگر تم سے ناراض ہو تو وہ تمہیں تباہ کر سکتی ہے۔ پس تم سوچ لو کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے کیونکر تم بچ سکتے ہو۔ اگر تم خدا کی آنکھوں کے آگے متقی ٹھہر جاؤ تو تمہیں کوئی بھی تباہ نہیں کر سکتا اور وہ خود تمہاری حفاظت کرے گا۔اور دشمن جو تمہاری جان کے درپے ہے تم پر قابو نہیں پائے گا۔ ورنہ تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں۔اور تم دشمنوں سے ڈر کر یا اور آفات میں مبتلا ہو کر بے قراری سے زندگی بسر کرو گے۔اور تمہاری عمر کے آخری دن بڑے غم اور غصہ کے ساتھ گذریں گے۔خدا اُن لوگوں کی پناہ ہو جاتا ہے جو اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔سو خدا کی طرف آ جاؤ۔ اور ہر ایک مخالفت اس کی چھوڑ دو۔اور اُس کے فرائض میں سُستی نہ کرو۔اور اُس کے بندوں پر زبان سے یا ہاتھ سے ظلم مت کرو.....اور آسمانی قہر اور غضب سے ڈرتے رہو۔یہی راہ نجات کی ہے۔

(روحانی خزائن جلد ۱۹ کشتی نوح صفحہ 70 تا 72 مطبوعہ ربوہ)

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولیٰ کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمارے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجۡعَلُكَ فِیۡ نُحُوۡرِھِمۡ وَنَعُوۡذُبِكَ مِنۡ شُرُوۡرِھِمۡ۔ (ادارہ)

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ اور مقدس افراد خاندان پر اخبار ''منصف'' حیدرآباد کے اعتراضات کا جواب

قسط: 12

روزنامہ ''منصف'' حیدرآباد میں حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ اور مقدس افرادِ خاندان کے خلاف افترا اور بہتان طرازیوں پر مشتمل دلآزار مضامین جو محمد متین خالد کے نام سے شائع ہوتے رہے، ان گالیوں کا جواب حوالہ بخدا!

آج کل حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کے عقائد کو توڑ مروڑ کر عوام الناس کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور ''قادیانیت اپنے آئینہ میں'' عنوان کے تحت مضامین شائع کیے جارہے ہیں۔ ان مضامین کی حقیقت ظاہر کرنے کیلئے جواب بھجوایا جاتا ہے تو فائل کردیا جاتا ہے۔ ''منصف'' کو اپنے اس انصاف کا بھی دُنیا میں نہیں تو خدا تعالیٰ کی عدالت میں ضرور جواب دہ ہونا پڑے گا۔ بہرحال سو سال سے اِن گھسے پٹے اعتراضات کا جواب دیا جاتا رہا ہے، ایک مرتبہ پھر ہم اپنے ہفت روزہ اخبار ''بدر'' میں شائع کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ''منصف'' کی دُھول سے ہمارے سادہ لوح مسلمان بھائیوں کی آنکھیں صاف فرماوے آمین! (مدیر)

بناوٹی سادہ لوحی کا الزام :

معترض مبارک پوری صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بناوٹی سادہ لوحی کا الزام لگاتے ہوئے لکھا: ''مرزا اپنی سادہ لوحی کا سکہ جمانے کیلئے فنی چیزوں میں اپنے بدھوپن کا مظاہرہ کرتا تھا۔ مگر اسکی جمالیاتی حس اس قدر تیز اور مشاہدہ حسن اس قدر گہرا اور پختہ تھا کہ عورتوں کا صرف چہرہ دیکھ کر اندازہ کرلیتا تھا کہ یہ حسن دیرپا ہوگا یا جلد ڈھل جائے گا۔ اس کا لڑکا راوی ہے کہ وہ خوبصورت چیز کو پسند کرتا تھا۔''

(منصف ۲۲ نومبر ۲۰۱۳)

قارئین کرام ! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانے کے علما کے بگڑ جانے کی تنبیہ کی تھی اور فرمایا تھا کہ وہ یہود کے قدم بہ قدم چلیں گے اور ان کے مشابہ ہو جائیں گے۔ اس قدر مشابہت ان میں ہوجائے گی جس طرح ایک جوتی دوسری جوتی کے برابر ہوتی ہے۔ حتی کہ اگر یہود میں سے کوئی اپنی ماں کے پاس کھلم کھلا آیا تھا تو میری امت میں بھی ہوگا جو ایسا کرے گا۔ (مشکوٰۃ شریف مترجم جلد 1 صفحہ 57، 58)

اب یہ یہود کے نقش قدم پر چلنا نہیں تو اور کیا ہے۔ وہ بھی اللہ کے کلام کو اپنے مقصد کی خاطر ادل بدل لیا کرتے تھے۔ اب ان کی اتنی مجال تو بہرحال نہیں کہ اللہ کے کلام کو بدلیں کیونکہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری بہرحال اللہ نے لی ہوئی ہے اس لیے اپنے دل کی حسرت مٹانے کے لئے اللہ کے رسول کے کلام پر ہی ہاتھ آزما لیتے ہیں۔

اب معترض مبارک پوری صاحب کے اس قول کو ہی لیجئے کہ ''اس کا لڑکا راوی ہے کہ وہ خوبصورت چیز کو پسند کرتا تھا۔'' کیا مطلب! کہ معترض کو غلیظ چیزیں پسند تھیں! حیرت ہے! جہالت کی انتہا ہے! اور یہودیانہ تحریف کا شرمناک نمونہ ہے کیونکہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی روایت کے اصل الفاظ یہ ہیں:

''بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحبؓ سنوری نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہر چیز میں خوبصورتی کو پسند فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اللہ جمیل و یحب الجمال۔''

(سیرت المہدی جلد اول حصہ اول ص 242)

بیسیوں کتب و رسائل لکھنے کے باوجود حق کے مقابل آئے تو فہم و فراست سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ایک سچے کی مخالفت نے اللہ اور اس کے رسول تک نوبت پہنچا دی، وہ بھی اس اعتراض کی زد سے نہ بچ سکے۔ شارح حدیث ہونے کے باوجود اس حدیث کے مفہوم کو سمجھ نہ پائے جس میں آنحضورؐ نے فرمایا کہ:

اِنَّ اللّٰہَ جَمِیۡلٌ یُحِبُّ الۡجَمَالَ

(مسلم کتاب الایمان باب تحریم الکبر نمبر ۲۹۳)

اللہ تعالیٰ جمیل یعنی خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ الجمال کے تحت ہر چیز کی خوبصورتی آجاتی ہے۔ باطنی جمال یعنی اخلاق حسنہ اور اچھی صفات اور ظاہری خوبصورتی سے مراد کپڑے، ہیئت، خوش چہرہ، اچھی کلام، عمدہ آواز اور افعال حسنہ ہیں جیسا کہ رسول کریمؐ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اَنۡ یَّرٰی اَثَرَ نِعۡمَتِہٖ عَلٰی عَبۡدِہٖ۔ (صحیح سنن الترمذی نمبر ۲۲۶۰)

یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر اپنی نعمت کے نشانات دیکھنا پسند کرتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی نعمت کا اظہار اپنے بندے سے دیکھ کر خوش ہوتا ہے کیونکہ یہ چیز اس کے جمال کے تحت آتی ہے۔ نیز اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کے بدلہ میں شکریہ ادا ہوتا ہے اور یہ جمال باطنی میں شامل ہے۔

افسوس کہ معترض موصوف جمال اور خوبصورتی کے اس لطیف مفہوم کو سمجھنے سے قاصر رہے۔ معاندین احمدیت اپنی درسگاہوں میں اپنے طلبا کو صرف حضرت مسیح موعودؑ کی عداوت کا کورس ہی پڑھاتے ہیں۔ تفسیر اور احادیث کی ڈھیروں کتب پڑھنے کے باوجود یہ جبہ پوش حقیقی دینی تعلیم سے نابلد رہتے ہیں۔ اور اس کے لطیف معانی اور مغز تک نہیں پہنچ پاتے۔

دراصل ان حضرات کی ذہنی تربیت ہی اس رنگ میں ہوتی ہے کہ حسن و جمال اور خوبصورتی کا ذکر آتے ہی ان کا دھیان حسین عورتوں کی طرف چلا جاتا ہے۔

یہ حضرات مان ہی نہیں سکتے کہ جمال اور خوبصورتی سے مراد کائنات میں ہر طرف بکھرا ہوا خدا تعالیٰ کا حُسن و جمال بھی ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ اپنے ایک منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا
چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہوگیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمال یار کا
اُس بہار حُسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے ترک یا تاتار کا
ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا
خوبرویوں میں ملاحت ہے ترے اُس حُسن کی
ہر گل و گلشن میں ہے رنگ اُس ترے گلزار کا
چشم مست ہر حسین ہردم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خم دار کا
ہیں تری پیاری نگاہیں دلبرا اک تیغ تیز
جس سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غم اغیار کا

حضرت مسیح موعودؑ خدا تعالیٰ کے عشق میں سرشار تھے۔ اُسی کے حسن ازلی پر نثار تھے۔ اُسی کی ایک جھلک پا کر پروانے کی مانند اس شمع رو پر فدا ہورہے تھے۔ کیا ہی خوب آپؑ نے فرمایا ہے۔

غیر کیا جانے کہ دلبر سے ہمیں کیا جوڑ ہے
وہ ہمارا ہوگیا اس کے ہوئے ہم جاں نثار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی محبت میں خود کو فنا کرکے جب اس کے روشن چہرے کا دیدار کیا اور اس محبوب حقیقی کے حُسن کا مشاہدہ کیا تو ساتھ ہی یہ خیال بھی آیا کہ یہ کیسا پیارا جلوہ ہے۔ یہ کتنا بڑا خزانہ ہے جو مخلوق خدا سے مخفی ہے۔ اس خیال نے آپ کو بے قرار کردیا اور آپؑ پکار اُٹھے:

''ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھادوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے۔ تا لوگ سن لیں۔ اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کیلئے لوگوں کے کان کھلیں۔ اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے ...... خدا ایک پیارا خزانہ ہے اُس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے۔ تم بغیر اُس کے کچھ بھی نہیں۔

(کشتی نوح صفحہ ۳۰ روحانی خزائن جلد ۱۹)

حضرت مسیح موعودؑ کی یہ بے قراری آپؑ کی ذات تک ہی محدود نہ رہی بلکہ لاکھوں بندگان خدا کو آپؑ نے اُس محبوب حقیقی کا دیدار کرایا۔

دَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوۡسَیۡنِ اَوۡ اَدۡنٰی

کا نظارہ پہلی بار جب دنیا نے دیکھا تو وہ اپنے اندر جلالی رنگ رکھتا تھا۔ اس بار دنیا نے جمالی رنگ میں اس کا نظارہ کیا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے ذاتی مشاہدہ سے خدا تعالیٰ کے حسن ازلی سے سعید روحوں کو روشناس کرایا۔ لیکن کچھ کور باطن باوجود آنکھوں کے اس حسن حقیقی کا مشاہدہ نہ کرسکے کیونکہ انہیں روحانی آنکھ عطا نہیں ہوئی تھی۔ یہ شعر معترض موصوف اور ان جیسوں کے بارے میں ہی ہے کہ ؎

آنکھ کے اندھوں کو حائل ہوگئے سو سو حجاب
ورنہ تھا قبلہ ترا رُخ کافر و دیندار کا

باقی رہا معترض مبارک پوری صاحب کا یہ کہنا کہ:

''مرزا اپنی سادہ لوحی کا سکہ جمانے کیلئے فنی چیزوں میں اپنے بدھوپن کا مظاہرہ کرتا تھا۔'' تو اس ضمن میں عرض ہے کہ معترض نے نہایت پُرفریب انداز میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعودؑ بناوٹی سادہ لوحی کا اظہار کرتے تھے۔ حقیقت میں سادہ لوح نہیں تھے۔ (نعوذ باللہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بناوٹ، تصنع اور بدھوپن کے مظاہرے کا الزام لگانے والے درحقیقت علم غیب جاننے کا دعویٰ کرتے ہیں جبکہ غیب کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ یہ نادان اتنا نہیں جانتے کہ یہی سادگی اور معصومیت تو مقربان بارگاہ الٰہی کی علامت ہے۔ ان کو انقطاع الی اللہ کی وہ حالت میسر ہوتی ہے جس سے دوسرے دنیادار لوگ کلیتہً محروم ہوتے ہیں۔ ان کی سادگی اور محویت اس لئے ہوتی ہے کہ ان کو دنیا اور اس کے دھندوں کی طرف توجہ کرنے کیلئے وقت ہی نہیں ملتا۔ وہ دن رات اپنے مفوضہ فرائض کی انجام دہی میں مصروف رہتے ہیں۔ ان کو دنیا کے دھندوں میں قطعاً انہماک نہیں ہوتا کیونکہ وہ دنیا میں رہ کر بھی دنیا کے نہیں ہوتے جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ؎

ہم تو بستے ہیں فلک پر اس زمیں کو کیا کریں
آسماں کے رہنے والوں کو زمیں سے کیا نقار
مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوان یار

حدیث شریف میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اَنۡتُمۡ اَعۡلَمُ بِاُمُوۡرِ دُنۡیَاکُمۡ

(مسلم کتاب الفضائل باب وجوب امتثال عن انسؓ و عائشہؓ و کنز العمال جلد ۱۱ صفحہ ۴۶۵)

کہ تم دنیا کے امور کو مجھ سے زیادہ سمجھتے ہو۔ کشف المحجوب اور تذکرۃ الاولیا وغیرہ میں خلفاء رسولؐ، صحابہ کرامؓ اور اولیاء امت کی سادگی اور محویت کے بے شمار قصص موجود ہیں جن سے ان کے انقطاع الی اللہ کا پتہ چلتا ہے۔ حضرت سفیان ثوریؒ کی نسبت لکھا ہے:

''ایک دفعہ آپ نے ایک کپڑا اُلٹا پہن لیا لوگوں نے کہا سیدھا کرکے پہنو مگر آپ نے نہ کیا اور فرمایا کہ

(باقی صفحہ 12 پر ملاحظہ فرمائیں)

خطبہ جمعہ

سب سے پہلے تو میں آج آپ کو اور دنیا میں پھیلے ہوئے تمام احمدیوں کو نئے سال کی مبارکباد دیتا ہوں۔ اس دعا کے ساتھ یہ مبارکباد ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اور محض اپنے فضل سے پہلے سے بڑھ کر اس سال کو اپنے رحمتوں، فضلوں اور برکتوں کا سال بنادے۔
جب ہم گزشتہ سال کا جائزہ لیتے ہیں تو جماعتی لحاظ سے 2013ء کا سال ہمیں اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضل دکھاتا ہوا نظر آتا ہے۔ پس اگر ہم نے یہ فضل جاری رکھنے ہیں تو عاجزی، محنت اور دعا کے ساتھ ان فضلوں کو جذب کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

2013ء کے سال میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے 158 مساجد بنائی گئیں اور 258 نئی مساجد ملیں۔ افریقہ میں اس وقت 41 مساجد زیرِ تعمیر ہیں۔ اسی طرح 121 مشن ہاؤسز تعمیر ہوئے

اللہ تعالیٰ دنیا بھر میں غیر معمولی طور پر حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے کے رستے کھول رہا ہے۔ حضور انور کے دورہ جات کی میڈیا میں کوریج کے ذریعہ کروڑوں افراد تک اسلام کا پیغام پہنچا۔

وقفِ جدید کے ستاونویں (57) سال کے آغاز کا اعلان

گزشتہ سال وقفِ جدید میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے 54 لاکھ 84 ہزار پونڈز کی مالی قربانی جماعت نے پیش کی۔

مالی قربانی کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ

وقفِ جدید کی مالی قربانی میں برطانیہ پہلے، پاکستان دوسرے اور امریکہ تیسرے نمبر پر رہا

مختلف پہلوؤں سے نمایاں مالی قربانی کرنے والے ممالک اور جماعتوں کا جائزہ

مکرم یوسف لطیف صاحب آف بوسٹن امریکہ کی وفات۔ مرحوم کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 03 جنوری 2014ء بمطابق 03 صلح 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل 24 جنوری 2014 کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

سب سے پہلے تو میں آج آپ کو اور دنیا میں پھیلے ہوئے تمام احمدیوں کو نئے سال کی مبارکباد دیتا ہوں۔ مجھے اداروں کی طرف سے بھی، جماعتوں کی طرف سے بھی، افراد کی طرف سے بھی مبارکباد کے پیغام آرہے ہیں۔ ان سب کو مبارک ہو اور جماعت کو مبارک ہو اور اس دعا کے ساتھ یہ مبارکباد ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اور محض اپنے فضل سے پہلے سے بڑھ کر اس سال کو اپنی رحمتوں، فضلوں اور برکتوں کا سال بنادے۔ اور یہ دعا ہر احمدی کی یقیناً ہے اور ہونی چاہئے۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں، برکتوں اور رحمتوں کی خواہش اور دعا کئے بغیر یہ مبارکباد دیتے ہیں تو صرف رسماً مبارکباد دینا تو بے فائدہ ہے اور دنیاداروں کی باتیں ہیں۔ لیکن یہ خواہش بھی بے کار ہوگی اور دعا بھی لاحاصل ہوگی اگر ہم اپنی اُن صلاحیتوں اور استعدادوں کو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے کے لئے بروئے کار نہ لائیں جو خدا تعالیٰ نے ہمیں ودیعت فرمائی ہوئی ہیں۔ اُن باتوں پر عمل کرنے کی کوشش نہ کریں جن پر عمل کرنے کا خدا تعالیٰ نے ہمیں حکم فرمایا ہے۔ ہمارا صرف نئے سال کی رات کو اجتماعی نفل پڑھ لینا کافی نہیں ہے، اگر ہمیں ان نوافل کی ادائیگی کے ساتھ یہ احساس پیدا نہیں ہوتا کہ اب ہم نے حتی الوسع یہ کوشش کرنی ہے کہ نوافل کی ادائیگی کرتے رہیں۔ اپنی عبادت کے معیار کو بھی خدا تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے کے لئے بہتر بنانا ہے اور اپنی عملی زندگی میں ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ اگر اس سوچ کے ساتھ ہم نے دو دن پہلے اپنے نئے سال کا آغاز کیا ہے اور ایک دوسرے کو مبارکبادیں دے رہے ہیں تو ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں، رحمتوں اور برکتوں کو سمیٹنے کی کوشش کرنے والوں میں شمار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم میں سے ہر ایک کی یہ سوچ ہو۔ اگر نہیں ہے تو خدا کرے کہ ہماری یہ سوچ ہو جائے۔ یہی سوچ ہے جو اللہ تعالیٰ کے گزشتہ فضلوں کا بھی شکرگزار بناتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محض اور محض اپنے فضل سے ہم پر جو احسانات اور انعامات کئے ہیں، اُن پر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والا بناتی ہے اور خدا تعالیٰ کے حضور ہمارا خالص ہو کر جھکنا ہی ہماری زندگی کا مقصد ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے۔ پس یہ روح ہے جو ہماری ان مبارکبادوں کے پیچھے کارفرما ہونی چاہئے۔ جب ہم گزشتہ سال کا جائزہ لیتے ہیں تو جماعتی لحاظ سے جہاں بعض مشکلات بھی ہیں لیکن پھر بھی 2013ء کا سال ہمیں اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضل دکھاتا ہوا نظر آتا ہے۔ پس اگر ہم نے یہ فضل جاری رکھنے ہیں تو عاجزی، محنت اور دعا کے ساتھ ان فضلوں کو جذب کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ خاص طور پر اُن لوگوں کو جن کے سپرد بعض جماعتی خدمات ہوئی ہوئی ہیں۔ وہ خاص طور پر اس بات کو مدّنظر رکھیں کہ یہ فضل جذب کرنے کے لئے ہمیں عاجزی، انکساری اور دعا اور محنت کی ضرورت ہے۔

بعض لوگ اس بات پر خوش ہو جاتے ہیں کہ ہمیں جماعت میں اتنے عہدوں پر کام کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ بے شک یہ فقرہ اُن کے منہ سے نکلتا ہے کہ کام کرنے کی توفیق مل رہی ہے لیکن اس کام کی توفیق کا حق تب ادا ہوگا جب ذہن کے کسی گوشے میں بھی عہدہ کا تصور پیدا نہ ہو بلکہ خدمتِ دین کا تصور پیدا ہو۔ خدمتِ دین کو اک فضلِ الٰہی سمجھیں۔ یہ خیال دل میں رہے۔ اپنی اَنا، فخر اور رعونت اور اپنے آپ کو دوسرے سے بہتر سمجھنے کا خیال بھی دل میں پیدا نہ ہو۔ جو لوگ اس سوچ کے ساتھ کام کرتے ہیں اور عاجزی کو ہر وقت اپنے سامنے رکھتے ہیں، اُن کے کاموں میں اللہ تعالیٰ پھر بے انتہا برکت بھی ڈالتا ہے۔ اُن کے ساتھ کام کرنے والے بھی بھرپور طریق سے اُن کے مددگار بن کر جماعتی خدمات سرانجام دے رہے ہوتے ہیں اور افرادِ جماعت بھی اُن کی ہر بات کو دل کی خوشی سے قبول کر رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہمارے تمام عہدیدار یا خدمت سرانجام دینے والے بھی اپنے آپ میں یہ عاجزی، انکساری، اخلاص، محنت اور دعا کی حالت پیدا کرنے والے ہوں اور پہلے سے بڑھ کر پیدا کرنے والے ہوں۔ اور جب یہ ہوگا تو تبھی وہ یقیناً خلیفۂ وقت کے بھی سلطانِ نصیر بننے والے ہوں گے۔ اور افرادِ جماعت بھی وفا کے ساتھ سلسلہ کے کاموں کو ہر دوسرے کام پر مقدم کرنے والے ہوں تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نظارے ہمیشہ دیکھتے چلے جانے والے ہوں۔

جیسا کہ ہر احمدی جانتا ہے کہ ہمارا کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو آگے بڑھانا ہے۔ اُس کام کو آگے بڑھانا ہے جو اسلام کا پیغام دنیا میں پھیلانے کا آپ کے سپرد ہوا ہے۔ بکھرے ہوئے مسلمانوں کو اکٹھا کرنا ہے۔ دنیا کو خدائے واحد کے آگے جھکنے والا بنانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کام جماعت سرانجام دے رہی

ہے۔ مشنز کی تعمیر، مساجد کی تعمیر، تبلیغ کا کام، لٹریچر کی تیاری اور اشاعت، مبلغین اور مربیان کو تیار کرنا اور میدانِ عمل میں بھیجنا، یہ سب کام اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کر رہی ہے۔ جیسا کہ میں نے بتایا، اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ہماری زندگی کا مقصد عبادت کرنا ہے۔ اور ایک مسلمان مرد پر نماز باجماعت فرض ہے اور باجماعت نماز کے لئے مساجد اور مناسب جگہوں کی تعمیر اور انتظام بھی بڑا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو بے شمار فضل گزشتہ سال جماعت پر فرمائے، اُن میں سے یہ بھی ایک بہت بڑا فضل ہے کہ دنیا میں ہمیں مساجد بنانے کی توفیق ملی اور مساجد کو آباد کرنے کی توفیق ملی۔ گو کہ یورپ میں بھی اور آسٹریلیا میں بھی، فار ایسٹ (Far East) میں بھی اور باقی علاقوں میں بھی لیکن افریقہ اور انڈیا میں خاص طور پر اس سلسلے میں بہت کام ہوا ہے۔ اس کا مختصر جائزہ بھی میں پیش کر دیتا ہوں۔

2013ء کے سال میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے 136 باقاعدہ مساجد اور انڈیا میں بعض چھوٹے چھوٹے گاؤں میں فوری طور پر لکڑی اور ٹین سے عارضی مسجدیں یا شیڈ (Shed) بنائے گئے ہیں ان کی تعداد 22 تھی۔ اور 258 نئی مساجد ملیں۔ یہ مساجد اس طرح ملیں کہ تبلیغ کا جو کام جماعت کر رہی ہے، اُس کے ذریعہ سے جو ائمہ جماعت میں شامل ہوئے اُن کے ساتھ اُن کی مساجد بھی آئیں اور لوگ بھی شامل ہوئے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا زیادہ کام افریقہ اور انڈیا میں ہوا ہے۔ 158 مساجد کی جو میں نے بات کی ہے ان میں سے 102 باقاعدہ مساجد افریقہ میں بنی ہیں اور انڈیا میں مسجد کے لئے 22 شیڈ (Shed) اس لئے بنائے گئے ہیں تا کہ فوری ضرورت پوری ہو۔ اور افریقہ میں اس وقت 41 مساجد زیرِ تعمیر ہیں اور جیسا کہ میں نے کہا کہ اس سال باقی ممالک میں بھی مسجدیں تعمیر ہوئیں اور ہو بھی رہی ہیں۔

اسی طرح مشن ہاؤسز ہیں۔ 121 مشن ہاؤسز، مرکز تعمیر ہوئے جن میں سے 77 افریقہ میں اور پانچ انڈیا میں۔ انڈیا بھی کافی وسیع ملک ہے اور افریقہ تو براعظم ہے۔ اُس میں بھی ایسٹ اور ویسٹ میں زیادہ تر ہمارے چھ، سات، آٹھ ممالک ہیں، جہاں جماعت پھیل رہی ہے اور بڑی تیزی سے وہاں کام ہو رہا ہے۔

پھر جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ہمارا کام اسلام کے پیغام کو دنیا میں پھیلانا ہے۔ اسلام کی حقیقی اور خوبصورت تعلیم کا پرچار کرنا ہے تا کہ دنیا کو اسلام کی خوبصورت تعلیم کا پتہ چلے اور ہمارے مبلغین اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کام کر رہے ہیں۔ اور اس کے علاوہ جب مختلف ممالک میں میرے دورے ہوتے ہیں تو اُن کے ذریعہ سے بھی ایک حد تک جماعت کا تعارف ہوتا ہے۔ اسلام کی تعلیم کا دنیا کو پتہ چلتا ہے اور پھر اس تعارف کو بڑھاتے ہوئے جو مبلغین ہیں، ان میں بعض تو ایسے ہیں جو مستقل ملکی اخباروں میں کالم لکھتے ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں جو میرے خطبات کے حوالے سے اخباروں میں اسلام کی تعلیم کے بارے میں مستقل کالم لکھ رہے ہیں۔ تو یہ پیغام بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھیل رہا ہے اور گزشتہ سال میں اس کو بہت زیادہ وسعت ملی ہے۔

دورے کی میں نے بات کی ہے۔ پہلے دوروں کے بعد مَیں بتا بھی چکا ہوں کہ امریکہ میں جو مَیں نے پچھلے سال دورے کئے اُس میں مجموعی طور پر بارہ ملین سے زیادہ لوگوں تک پیغام پہنچا۔ کینیڈا کے دورے میں دو شہروں کے دورے کئے اور ساڑھے آٹھ ملین لوگوں تک پیغام پہنچا۔ ان دونوں ممالک میں اس طرح مجموعی طور پر تقریباً دو کروڑ افراد تک پیغام پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس لحاظ سے بھی بے شمار فضل ہیں کہ احمدیت کا پیغام پہنچانے کے نئے سے نئے راستے کھل رہے ہیں۔

میرے دوروں کے ذریعہ جیسا کہ میں نے کہا کہ پیغام پہنچانے کے نئے راستے کھلے ہیں اور اُنہیں پھر مبلغین نے مزید وسعت دی ہے۔ جو active مبلغ ہیں اُن کو ایک لگن ہے، وہ پھر اس کام کو آگے بڑھاتے ہیں اور اس میں پھر اُن کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی کامیابیاں بھی مل رہی ہیں۔ اسی طرح جرمنی کے دوروں کے دوران، گزشتہ سال میں نے شاید دو دورے کئے تھے، مساجد کے سنگِ بنیاد رکھے اور جلسے میں شامل ہوا تھا تو وہاں اخباروں اور ریڈیو سٹیشنز اور ٹی وی چینلز نے جو کوریج دی ہے وہ صرف جرمنی تک ہی نہیں، بلکہ اُس میں آسٹریا اور سوئٹزرلینڈ کے مشترکہ ٹی وی چینل بھی تھے۔ اور اس طرح مجموعی طور پر جو جرمنی کے سفر ہوئے ان میں چار ملین افراد تک پیغام پہنچا۔ پھر سنگاپور ہے، آسٹریلیا ہے، نیوزی لینڈ ہے، جاپان ہے۔ ان کے دورے کے دوران وسیع پیمانے پر میڈیا نے کوریج دی اور جیسا کہ میں نے بتایا تھا کہ تین کروڑ افراد تک پیغام پہنچا۔

تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ انسانی کوشش سے یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ انسانی کوشش کا تو یہ حال ہے کہ آسٹریلیا میں جو ہمارے سیکرٹری خارجہ تھے یا پریس کے ساتھ ان کا تعلق تھا، انہوں نے وہاں کا جو صوبائی اخبار تھا اُس کے نمائندے کو ایک انٹرویو لینے کے لئے کہا۔ اُس نے کہا مَیں انٹرویو کے لئے آ جاؤں گا اور عین وقت پر اُس نے معذرت کر لی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا انتظام کیا کہ اُس نے معذرت کی اور پندرہ منٹ کے بعد جو وہاں کا نیشنل اخبار ہے اُس سے رابطہ ہوا اور اس طرح لگتا تھا کہ وہ نمائندہ اس انتظار میں بیٹھا ہے کہ کب مجھے پتہ لگے کہ آسٹریلیا کا میرا دورہ ہے اور کب میں آؤں، اور پندرہ منٹ کے نوٹس کے بعد وہ پہنچ گیا۔ تو یہ صرف اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وجہ سے ہے جو اللہ تعالیٰ اپنی تائیدات اور نصرت کے نظارے ہمیں دکھاتا ہے۔ ورنہ اُن کو امید نہیں تھی کہ اتنے شارٹ نوٹس پر کوئی نمائندہ آئے گا اور انٹرویو لے گا اور وہ بھی نیشنل اخبار کا نمائندہ اور پھر نیشنل اخبار میں اس کی اشاعت بھی ہو جائے گی۔

جرمنی کی تاریخ میں بھی پہلی مرتبہ نیشنل ٹی وی پر جماعت کے متعلق خبر نشر کی گئی۔ آسٹریلیا کے ٹی وی کے نیشنل اور انٹرنیشنل چینل جو ہیں اُن پر خبریں نشر ہوئیں اور جیسا کہ پہلے بھی میں نے بتایا تھا چھیالیس ممالک میں یہ خبر گئی۔ نیوزی لینڈ کے نیشنل ٹیلیویژن نے خبر دی۔ اُن کا ماؤری جو قبیلہ ہے اُن کے ٹی وی چینل نے خبریں دیں۔ جاپان کا ایک اخبار ہے جس کی سرکولیشن بیس ملین یا دو کروڑ ہے، انہوں نے میرا انٹرویو لیا اور خبر دی، پھر یہی نہیں بلکہ انہوں نے بعد میں وہاں کے مشنری انچارج کا بھی انٹرویو لیا اور دوبارہ پھر خبر شائع کی اور اسلام کے متعلق سوالات کئے۔ اور وہاں جو ہماری مسجد بن رہی ہے، پہلی مسجد ہے، اُس کے بارے میں بھی خبریں شائع کیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی جگہ مل گئی ہے جو بڑی اچھی وسیع جگہ ہے اور ایک ہال بھی اُس میں تعمیر ہوا ہوا ہے۔ اور اتفاق یہ ہے کہ ہال کا رُخ جو ہے وہ بالکل قبلہ رُخ ہے۔ اس لئے وہاں اُس کو بدلنے کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی۔ بہر حال اس مسجد کے بننے سے جاپان میں بھی اسلام کا تعارف احمدیت کے حوالے سے بڑھ رہا ہے۔ تو جیسا کہ مَیں نے کہا کہ مسجد اور دورے کی وجہ سے صرف یہ نہیں کہ وقتی طور پر توجہ پیدا ہوئی اور قصہ ختم ہو گیا، بلکہ بعد میں بھی وہاں انہوں نے مشنری کا انٹرویو لیا اور اُس سے جو پہلے خبریں لگی تھیں یا دی گئی تھیں اُن میں مزید وسعت پیدا ہوئی۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کے فضل بے شمار ہیں۔

ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ سے دنیا میں میرے دوروں کی وجہ سے اٹھارہ کروڑ چھبیس لاکھ تک احمدیت کا پیغام پہنچا۔ اسی طرح اس سال میں دس سو اٹھاسی اخبارات کے ذریعہ سولہ کروڑ سے زائد افراد تک پیغام پہنچا۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے جو اُس نے اتنے وسیع پیمانے پر احمدیت اور حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے کا انتظام فرمایا۔ افریقہ کے ممالک میں جو کام ہو رہا ہے اس کے علاوہ ہے۔ وہاں بھی بڑے وسیع پیمانے پر کام ہو رہا ہے۔ میڈیا کے ذریعہ سے وہاں کروڑوں لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچا ہے۔ گھانا میں وہاں کے سرکاری ٹی وی نے جو گھانا براڈ کاسٹنگ کارپوریشن کا ٹی وی ہے، ہمارے ایم ٹی اے کے پروگرام دینے شروع کئے ہیں۔ جب 2013ء کا جلسہ ہوا ہے تو اُس کے پروگرام انہوں نے دکھائے اور یہ جو پروگرام ہیں یہ سیٹلائٹ کے ذریعہ گھانا کے علاوہ ہمسایہ ملکوں میں بھی جا رہے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ غیر معمولی طور پر حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے کے راستے کھول رہا ہے۔ اس سال میں جو میری مختلف ریسپشنز ہوئی ہیں اُن میں شامل ہونے والے بھی بڑے متاثر ہوئے۔ پڑھا لکھا طبقہ جو سیاستدان اور پالیسی بنانے والے تھے اُن کو جب اسلام کی حقیقی تعلیم کا پتہ چلا تو اُن کے لئے یہ تصور بالکل نیا تھا۔ جبکہ یہ تصور نہیں، تعلیم ہے اور حقیقت ہے۔ اُن کے لئے بڑی حیرت والی بات تھی کہ اسلام کی اس طرح کی تعلیم بھی ہے۔ پس کن کن فضلوں کو انسان گنے۔

بعض منافق طبع لوگ اس بارے میں یہ بھی باتیں کر دیتے ہیں کہ یہ فلاں کے ذریعہ سے ہوا یا اتنا خرچ کیا گیا تو ہوا۔ بہر حال جماعت میں چند ایک لوگ ہی ایسے ہیں۔ نہ تو اس جماعت کے پیغام پہنچانے کے لئے کسی شخص کی ضرورت ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور نہ خرچ کیا جاتا ہے جس طرح لوگوں میں بلاوجہ کی افواہیں پھیلانے والے بعض پھیلا دیتے ہیں۔ تو ایسے لوگوں سے بھی جماعت کے افراد کو ہشیار ہونا چاہئے۔ یہ منافق لوگ بڑے طریقے سے باتیں کرتے ہیں۔ اتنے وسیع پیمانے پر جیسا کہ میں نے بتایا ہے کسی شخص کی کوشش سے یہ کام نہیں ہو سکتا۔ یہ محض اور محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہتا تو ہم جتنی بھی کوشش کر لیتے یہ کبھی نہ ہوتا۔ بلکہ اب تو میں نے مختلف سفروں میں یہ دیکھا ہے کہ بعض بڑے لوگ ہیں جن سے ملنے کی لوگ بڑی خواہش کرتے ہیں، انہوں نے ملنے کا کہا لیکن میں نے کسی وجہ سے انکار کر دیا تو اُس کے بعد انہوں نے بڑی لجاجت سے بار بار ملنے کی خواہش کی اور ہماری جماعت کے افراد اس بات کے گواہ ہیں۔ اس لئے یہ وہم کسی کے دل میں آنا کہ کسی کے ملنے سے ہماری جماعت کا پیغام دنیا میں پہنچتا ہے یا کسی شخص کے ذریعہ سے پیغام پہنچتا ہے، یہ انتہائی غلط تصور ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ ہیں کہ ”مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“۔ کسی شخص نے نہیں پہنچانا۔

پس ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ نہ ہم نے کسی دنیاوی آدمی اور لیڈر سے کچھ لینا ہے، نہ ہمیں اس کی ضرورت ہے۔ ہمارا انحصار خدا تعالیٰ کی ذات پر ہے وہی ہمارا مولیٰ ہے اور وہی ہمارا مددگار ہے جو جماعت کی ترقی کے غیر معمولی نظارے ہمیں دکھا رہا ہے۔

افریقہ میں اس ترقی نے نام نہاد علماء اور بعض لیڈروں کو بہت سخت پریشان کیا ہوا ہے۔ وہ اس بات پر خوش

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
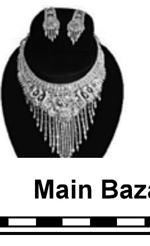
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

Love For All Hatred For None
SPARSH INFO SOLUTIONS PVT. LTD.
Employee Background Verification Company, Bangalore
Website: www.sparshinfo.co.in
DIRECTOR VALIYUDDIN K
"FOR FIELD EXECUTIVE JOBS CONTACT US"

نہیں ہوتے کہ دنیا خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو رہی ہے بلکہ اُن کو یہ فکر ہے کہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے یہ لوگ حقیقی مسلمان بن رہے ہیں۔ گزشتہ دنوں وہاں افریقہ میں بڑی کوشش ہوتی رہی کہ یہ کیا ہو رہا ہے کہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے مسلمان بن رہے ہیں۔ ہم تو جو اسلام پھیلانا چاہتے ہیں وہ تو سختی اور دہشت گردی کا اسلام ہے۔ یہ لوگ تو مسلمان ہو کے فتنہ و فساد سے دُور ہو رہے ہیں۔ نام نہاد جہاد سے کنارہ کشی اختیار کر رہے ہیں۔ اور یہی بات ہے جو ان دنیاوی لیڈروں کو بہت زیادہ چُبھتی ہے یا علماء کو چُبھتی ہے۔

ہمارے ٹوگو کے مبلغ بیان کرتے ہیں کہ وہاں آیاکوپے (Ayakope) ایک جگہ ہے اُس کے دورے پر گئے تو وہاں کے نومبائعین نے بتایا کہ یہاں کچھ دن پہلے مسلمانوں کا ایک گروہ آیا تھا اور ہمیں کچھ کھانے پینے کی چیزیں دیں اور کہنے لگے کہ ہم آپ کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ تو ہم نے کہا آپ ہمیں دعوت دے رہے ہیں یا لالچ دے رہے ہیں۔ ہمیں چیزیں دے کر آپ چاہتے ہیں کہ ہم اسلام قبول کر لیں۔ ہم ہرگز ایسا نہیں کریں گے کیونکہ ہمارے پاس جماعت احمدیہ والے آئے تھے اور انہوں نے ہمیں اسلام کی تبلیغ کی اور ہم نے پہلے ہی اسلام قبول کر لیا ہے اور ہمیں کسی قسم کا لالچ بھی نہیں دیا اور وہ اب ہمیں یہ خوبصورت تعلیم سکھا بھی رہے ہیں۔ ہمارے بچوں کو نمازیں بھی پڑھنا سکھا رہے ہیں، قرآنِ کریم پڑھنا بھی سکھا رہے ہیں۔ اس لئے ہم آپ سے یہ چیزیں نہیں لیں گے۔ آپ یہ چیزیں واپس لے جائیں۔ آپ جو اسلام پیش کر رہے ہیں ہم اس کو قبول کرنے کو تیار نہیں۔ ہم تو اُس حقیقی اسلام کو قبول کریں گے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے اور جس کی تبلیغ آج جماعت احمدیہ کر رہی ہے۔ اور اس کے بعد پھر وہ ایمان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑھے ہیں۔ اب اُن نومبائعین نے وہاں اپنی ایک مسجد بھی بنالی ہے۔

اسی طرح مبلغ نائیجر لکھتے ہیں۔ برنی کونی شہر میں ایک چھوٹا سا گاؤں بٹورو (Botoro) ہے، وہاں جب تبلیغ کی گئی تو خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ گاؤں بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو گیا۔ فوری طور پر بچوں کے لئے یسرنا القرآن کلاسز جاری کر دی گئیں۔ امام صاحب کا ریفریشر کورس جاری کر دیا گیا اور تربیتی پروگرام بنائے گئے۔ جب یہ اطلاع وہاں وہابی مولوی، امام تک پہنچی تو فوری طور پر وہ مولویوں کا ایک گروپ لے کر اس گاؤں میں پہنچ گیا اور تقریر شروع کر دی کہ یہ کافر ہیں۔ آپ جماعت کا انکار کر دیں۔ ہم آپ کو مسجد بھی بنا کے دے دیں گے۔ گاؤں کے چیف نے اُسے کہا کہ میں پیدائشی مسلمان ہوں اور اب عمر کے آخری حصہ میں ہوں۔ میں نے کبھی اپنے گاؤں کی بچی کو قرآنِ کریم پڑھتے اور اسلامی باتیں کرتے نہیں دیکھا۔ مگر یہ جماعت احمدیہ کی برکت ہے کہ میری چھوٹی بچیاں مجھے دعائیں اور حدیثیں سناتی ہیں۔ اس لئے اس پہلی دفعہ کی تو میں تمہیں معافی دیتا ہوں جو تم شور مچا رہے ہو۔ اگر آئندہ اِدھر کا رُخ کیا تو گاؤں کے لڑکوں سے تمہاری پٹائی کروا دوں گا۔ مولویوں نے یہ بات سنی تو فوراً (ہوتے تو ڈرپوک اور بزدل ہیں) گاڑی میں بیٹھے اور وہاں سے بھاگ گئے۔

بورکینا فاسو کے مبلغ لکھتے ہیں کہ بنفورا ریجن کی ایک جماعت نیاکارا (Niankara) ہے۔ وہاں کے گاؤں میں دو سو دس افراد ہیں جو اس سال بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے۔ اس گاؤں کے دو خاندان ایسے ہیں جن کا تعلق انصارِ دین فرقہ سے ہے۔ انہوں نے خوب زور لگایا اور انفرادی ملاقاتیں کر کے احمدی افراد کو مجبور کیا کہ جماعت احمدیہ کو چھوڑ دیں اور انصارِ دین فرقے سے اپنا تعلق جوڑیں۔ لیکن احمدی افراد نے ان باتوں پر کان نہیں دھرے بلکہ ہمیں بتایا کہ ہم پر بڑا دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ ہم جماعت احمدیہ کو چھوڑ دیں۔ لیکن وہ کہتے ہیں کہ جس قدر احمدیوں کی تبلیغ و تربیت نے ہمیں مطمئن کیا ہے، ہم احمدیت سے الگ ہو کر پھر اندھیروں میں واپس نہیں جانا چاہتے۔ اور انہوں نے باقاعدہ چندے بھی دینے شروع کر دیئے ہیں۔

اسی طرح بینن کی ایک جماعت کوجرومیدے ہے، چھوٹا سا گاؤں ہے کوجرومیدے (Kodjromede)۔ وہاں کے ایک شخص کریم نامی نے بیعت کی تھی۔ دو تین ماہ گزرنے کے بعد اس نے مولویوں کے زیرِ اثر آ کر مخالفت شروع کر دی تو ایک دن معلم نے امیر جماعت کو بتایا کہ اس شخص نے جماعت کے خلاف سخت بدزبانی کی ہے تو انہوں نے اُسے کہا کہ کوئی بات نہیں، اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر ایک مرتد ہو گا تو وہ اپنے فضل سے ایک جماعت عطا فرمائے گا۔ کہتے ہیں کہ اُسی دن یہ معلم صاحب اور امیر صاحب اکونوپے (Akonopey) گاؤں ہے، اُس کا جو بادشاہ ہے، جو چیف ہے وہ مقامی بادشاہ کہلاتے ہیں، اُن کو تبلیغ کرنے گئے تو وہ اللہ کے فضل سے احمدی ہو گیا۔ پھر ایک واگا (Waga) گاؤں ہے، اُس گاؤں کے بھی دو آدمی وہاں موجود تھے۔ انہوں نے کہا آپ ہمارے گاؤں میں بھی آئیں اور تبلیغ کریں تو مغرب کی نماز اُن کے گاؤں میں ادا کی اور تبلیغ کی تو بتیس افراد نے احمدیت قبول کر لی۔ اس طرح گاؤں میں ایک نئی جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ اور وہی شخص جو بدزبانی کیا کرتا تھا وہ پولیس کو کسی مقدمے میں مطلوب تھا، اس کی وجہ سے وہ گاؤں چھوڑ کے چلا گیا۔

پھر نائیجیریا کے مبلغ انچارج لکھتے ہیں کہ کیمرون کا علاقہ وومبا (Foumban) کٹّر مسلمانوں کی اکثریت کا علاقہ ہے۔ پہلی بار وہاں جلسہ یومِ خلافت منعقد کیا گیا۔ ہر سال کی طرح اس سال بھی وہاں کیمرون میں پاکستان سے آنے والے تبلیغی گروپ نے احباب جماعتِ احمدیہ کو نشانہ بنانے کی کوشش کی۔ جلسہ یومِ خلافت کی خبریں چونکہ ٹی وی اور ریڈیو پر گاہے بگاہے نشر ہو رہی تھیں اس لئے اُن تک بھی اس کی خبر پہنچ گئی۔ چنانچہ تبلیغی جماعت کا چوبیس افراد پر مشتمل ایک گروپ جس میں دس افراد براستہ کینیا اور پندرہ افراد کیمرون اور چاڈ کے بارڈر کے ذریعہ وہاں آئے۔ اس شہر میں خدا کے فضل سے اب جماعت کی اکثریت ہے۔ یہاں کے چیف امام اور اُن کے نائبین امام مع اپنے احباب کے تین سال قبل احمدیت قبول کر چکے ہیں۔ تو یہ گروپ جو آیا انہوں نے ہمارے معلم کے ذریعہ رابطہ پیدا کیا۔ یہ وہی معلم صاحب ہیں جن کے ذریعہ سے یہاں جماعت کا پودا لگا تھا، گھر گھر پیغام پہنچا تھا۔ اُس معلم کی بابت اس تبلیغی جماعتی گروپ نے دریافت کیا۔ جس پر معلم صاحب کی اہلیہ نے ان کو بتایا کہ معلم صاحب شہر سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ اس پر یہ لوگ وہاں سے شہر کی سینٹرل مسجد میں پہنچے اور یہ جو مسجد ہے یہ اللہ کے فضل سے بڑی مسجد ہے اور جماعت احمدیہ کی مسجد ہے۔ یہاں انہوں نے چیف امام سے کہا کہ ہم یہاں تبلیغ کرنا چاہتے ہیں اور آپ سب احباب کو جماعت احمدیہ کے متعلق حقائق بتانا چاہتے ہیں۔ اس پر ہمارے چیف امام نے ان سے کہا کہ اگر آپ نے جماعت احمدیہ کے خلاف بات کرنی ہے تو میں یہ آپ کو بتا دوں کہ یہ مسجد جہاں آپ کھڑے ہیں یہ جماعت احمدیہ کی مسجد ہے اور ہم سب خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی مسلمان ہیں۔ اس لئے آپ کو ایسا کرنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے اور آپ سب احباب یہاں سے جا سکتے ہیں۔ بہرحال پولیس کو بھی اطلاع کر دی گئی اور انہوں نے اُن کو شہر سے نکال دیا۔

اسی طرح آج کل ساؤتھ افریقہ میں پاکستانی مولوی اکٹھے ہوئے ہوئے ہیں۔ پاکستان سے بیس مولویوں کا ایک گروپ ہے۔ دہلی انڈیا سے بھی آئے ہوئے ہیں، سعودی عرب سے بھی آئے ہوئے ہیں۔ ایک گروہ میں وہاں کے مقامی لوگ بھی ہیں۔ جو مسلم جوڈیشل کونسل کے زیرِ اہتمام کانفرنس میں جماعت کی مخالفت میں پروگرام بنا رہے ہیں۔

سیرالیون کی بھی یہی رپورٹ ہے۔ سیرالیون میں پاکستان سے تبلیغی مُلّاں اور مصر سے الازہر یونیورسٹی کے پڑھے ہوئے مُلّاں اور سیرالیون سے سعودی عرب جا کر تعلیم حاصل کرنے والے، سعودیہ کے خرچ پر سینکڑوں کی تعداد میں لوگ یہاں پر پہنچے ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ تقریباً ہر فلائٹ پر کافی تعداد میں لوگ آ رہے ہیں اور شہروں اور دیہاتوں میں جا کر جماعت احمدیہ اور شیعہ احباب کے خلاف لوگوں کو اکساتے ہیں۔ تو بجائے اس کے کہ تبلیغ کریں، صرف فتنہ و فساد پیدا کرنا (مقصد) ہے۔ بلکہ اب وہاں ایک افریقہ عرب summit میں بہت بڑی رقمیں افریقہ کے لئے بھی اور خاص طور پر سیرالیون کے لئے بھی، اُن کی ترقی کے نام پر اور سکول کھولنے کے نام پر مخصوص کی گئی ہیں، اور یہ باتیں اخباروں میں وہاں آ رہی ہیں کہ یہ بنا کے دیں گے، وہ بنا کے دیں گے۔ لیکن ہمیشہ کی طرح، پہلے بھی کئی دفعہ اس طرح ہو چکا ہے کہ جاتے ہیں، پیسوں کا اعلان کرتے ہیں، اُس کے بعد یا امداد آتی نہیں، یا آپس میں کھا پی جاتے ہیں اور قصہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور یہی انشاء اللہ تعالیٰ اس کا بھی انجام ہو گا۔

بہرحال جوں جوں جماعت ترقی کر رہی ہے، جوں جوں اللہ تعالیٰ کے فضل ہو رہے ہیں، یہ مخالفتیں بھی تیز ہو رہی ہیں اور ہوں گی۔ ان کی ہمیں کوئی فکر نہیں ہے، نہ ہونی چاہئے۔ آخر کار ان کی تقدیر میں ناکامی اور نامرادی لکھی ہوئی ہے۔ لیکن ہمیں جس بات کی فکر کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ آئندہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بننے کے لئے، ان مخالفتوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ہم اپنے ایمانوں میں پہلے سے بڑھ کر مضبوطی پیدا کریں۔ پہلے سے بڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کی تکمیل کی کوشش کریں۔ پہلے سے بڑھ کر دعاؤں کی طرف توجہ دیں۔ دعاؤں کے ساتھ اس سال کو بھر دیں، درود و استغفار پر اس قدر توجہ دیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہم پر رحمت کی نظر ڈالتے ہوئے اپنے فضلوں کو ہم پر وسیع تر کرتا چلا جائے۔ دشمن کے مکروں کو اُن پر الٹا دے۔ ہر مخالف کو اور ہر مخالفت کو ہوا میں اُڑا دے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل پہلے سے بڑھ کر ہم پر نازل ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”دعا میں خدا تعالیٰ نے بڑی قوتیں رکھی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار بذریعہ الہامات یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہو گا، دعا ہی کے ذریعہ سے ہو گا۔ ہمارا ہتھیار تو دعا ہی ہے اور اس کے سوائے اور کوئی ہتھیار میرے پاس نہیں“۔ (سیرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام از حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی رضی اللہ عنہ صاحب صفحہ 519-518)

پس یہی ہتھیار ہے جو ہم نے بھی استعمال کرنا ہے۔ اللہ کرے کہ ہم اس کو صحیح طور پر استعمال کرنے والے ہوں۔

آج جنوری کا پہلا جمعہ ہے اور روایت کے مطابق وقفِ جدید کے نئے سال کا اعلان بھی اس جمعہ کو ہوتا ہے

کلام الامام

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”اللہ کا لفظ اسی ہستی پر بولا جاتا ہے جس میں کوئی نقص ہو ہی نہیں۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۸)

منجانب: امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

گردھاری لال، ملکھی رام سیالکوٹ والے کی پرانی دُوکان
لوتھرا جیولرز قادیان
Kewal krishan & Karan Luthra
Shivala Chowk, Main Bazar , Qadian
Ph.9888 594 111, 8054 893 264
E-mail: luthrajewellers@live.com
LUTHRA JEWELLERS
SIGN OF PURITY
Since 1948

اور گزشتہ سال میں اللہ تعالیٰ کے جو فضل ہوئے ہیں، جو وقفِ جدید کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے کئے اور کر رہا ہے، اُن کا ذکر بھی ہوتا ہے۔ کچھ کا تو میں نے ذکر کیا ہے۔ افریقہ میں وقفِ جدید کے چندے کا بہت سا استعمال ہوتا ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس چندے کی رقم بھی وہاں تبلیغی میدان میں آگے بڑھنے کا، مسجدیں بنانے کا اور دوسری چیزیں کرنے کا ایک ذریعہ بن رہی ہے۔

پس اب میَں اس ضمن میں مزید میں کچھ کہوں گا۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ وقفِ جدید کی تحریک پہلے صرف پاکستان میں ہوتی تھی اور خلافتِ رابعہ کے وقت میں پاکستان سے باہر کی جماعتوں میں یہ تحریک کی گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے کی تا کہ افریقہ اور بھارت میں جماعت کے کاموں کو مزید وسعت دی جائے۔ جیسا کہ میں نے بتایا کہ گزشتہ ایک سال میں افریقہ اور بھارت میں مساجد اور مشن ہاؤسز کی تعمیر ہوئی اور کچھ خریدے بھی گئے ہیں، اس کے علاوہ تبلیغی سرگرمیاں ہیں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے لاکھوں سعید روحوں کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو قبول کرنے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی۔ بیشک ان ممالک میں رہنے والے احمدی بھی اپنی اپنی بساط کے مطابق غیر معمولی طور پر مالی قربانیاں کر رہے ہیں لیکن اُن کی غربت کی وجہ سے وہ اتنی زیادہ قربانی نہیں کر سکتے کہ تمام اخراجات پورے کر سکیں۔ اس لئے امیر ملکوں کا جو چندہ وقفِ جدید ہے، یہ خاص طور پر افریقہ اور بھارت میں خرچ کیا جاتا ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا کہ ان ملکوں کے لوگ بھی ایک جذبے کے تحت چندے دیتے ہیں۔

ہمارے گنی کناکری کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک احمدی نوجوان محمد ساکو نے بتایا کہ میری شادی کی تاریخ طے ہو گئی تھی اور گھر میں اتنی رقم نہیں تھی کہ شادی کی تیاریاں کی جا سکیں اور جہاں سے رقم آنے کی امید تھی، وہاں سے مسلسل مایوسی ہو رہی تھی۔ اس دوران چندوں کا مطالبہ ہوا تو جو رقم گھر میں موجود تھی وہ چندے میں ادا کر دی۔ اس پر اس کی منگیتر نے بڑا شور مچایا کہ یہ تم نے کیا کیا۔ جو معمولی رقم تھی وہ چندے میں دے دی۔ تو یہ نوجوان کہتے ہیں کہ میں نے اُسے کہا کہ خدا کے فضل سے میَں ایک ایماندار شخص ہوں اور خدا پر یقین رکھنے والا شخص ہوں اس لئے گھبراؤ نہیں، اللہ تعالیٰ خود ہماری مدد فرما دے گا اور خدا کی راہ میں دیا ہوا کبھی ضائع نہیں ہوتا۔ کہتے ہیں کہ اگلے روز ہی جب وہ کام پر گئے تو اُن کو وہ ساری رقم مل گئی جو ایک لمبے عرصے سے رُکی ہوئی تھی۔ اور جب شام کو گھر لا کر انہوں نے دی تو لوگ حیران رہ گئے کہ کس طرح (اتنی) جلدی اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔

پھر قربانی کے بھی یہ لوگ کیسے کیسے ذریعہ اختیار کرتے ہیں۔ بینن سے ہمارے مبلغ لکھتے ہیں کہ سال کے شروع میں ان کے ریجن کوتونو کے اٹلانٹک ایریا میں اس قدر بارشیں ہوئیں کہ لوگوں کی فصلیں تباہ ہو گئیں اور وہاں قحط سالی کا سال بن گیا۔ سب کچھ ڈوب گیا۔ افراد کے پاس چندہ تو کیا کھانے کے لئے بھی کچھ نہیں بچا۔ اس صورت حال میں تبدیلی کے لئے انہوں نے مجھے بھی دعا کے لئے لکھا، اور پھر وہاں کی ایک جماعت نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر ہماری فصلیں تباہ ہو گئی ہیں، دیہاتی جماعتیں تو چندہ اُسی پر دیتی ہیں، تو اس بار ہم یوں کریں گے کہ جو فصلیں ہم لگائیں گے اُس میں ایک پلاٹ یا کھیت یا جو کچھ فصل ہے اس میں وہ جماعتی فصل بھی لگائیں گے تا کہ وہ ساری کی ساری چندے پر چلی جائے۔ اس کے بعد انہوں نے وہ فصل لگائی اور خدا تعالیٰ نے اُس میں اتنی برکت ڈالی کہ اُس میں سے تقریباً گیارہ ہزار آٹھ سو فرانک اُن کو آمد ہوئی جو انہوں نے چندے میں دے دی۔

اسی طرح گیمبیا کی ایک خاتون کہتی ہیں کہ جب محصّل ان سے چندہ لینے ان کے گھر آیا تو وہ بار بار گھر کے اندر جاتیں اور اپنے ہر بچے کی طرف سے بھی کچھ نہ کچھ چندے کی رقم لے آتیں۔ مبلغ نے بتایا کہ یہ دیکھ کر اُن کے بچے بھی اندر گئے اور اپنے گلّوں سے جو بھی معمولی رقم نکلی وہ پیش کر دی اور کہتے تھے کہ ہم کیوں ثواب سے پیچھے رہیں۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ بچوں کے دلوں میں بھی چندوں کی اہمیت ڈالتا ہے۔

اسی طرح گیمبیا کی ایک نومبائعہ ہیں، وہ کپڑا دھونے کا صابن لینے جا رہی تھی تو رستے میں اُسے معلوم ہوا کہ اس طرح چندوں کی تحریک ہوئی ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ ہر شخص چندہ دے چاہے وہ تھوڑا سا ہی دے۔ اس پر انہوں نے وہ جو پیسے تھے وہ (چندہ میں) دے دیئے اور کہہ دیا کہ صابن کا انتظام اللہ تعالیٰ آپ ہی کر دے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بھی ایسا انتظام کیا کہ دو دن کے بعد اُن کے ہاں ایک مہمان آیا اور صابن کا پورا کارٹن اُن کو تحفہ دے گیا۔

اسی طرح بینن کی ایک خاتون جو بڑی چُھپ کے نیکیاں بجا لانے والی ہیں اور دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہیں۔ اُن کا چندہ بھی خاصا معیاری تھا مگر پھر بھی سال کے اختتام پر اُن سے جب رابطہ کیا گیا تو وہ سنتے ہی اپنے اوپر خدا کے فضلوں کو گننے لگیں اور اپنی طرف سے مزید ایک لاکھ فرانک سیفا چندہ دے دیا۔ اس دوران جب اُنہیں بتایا گیا کہ ان کے فلاں بیٹے کی طرف سے بھی چندے کا انتظار ہے تو فوراً اُس کی طرف سے بھی تیس ہزار ادا کر دیئے۔ بیٹی کا علم ہوا تو اُن کی طرف سے بھی خود ہی دینے لگیں۔ اسی طرح جب اُن کو بتایا گیا کہ آپ کی ایک بیٹی کا معمولی چندہ باقی ہے تو وہ بھی اُنہوں نے ادا کر دیا۔ تو اس طرح کے لوگ بھی ہیں جو اپنی تمام خواہشات کو ختم کر کے چندوں کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اُس کی ادائیگی کرتے ہیں۔

اسی طرح تنزانیہ کے مبلغ صاحب لکھتے ہیں کہ جو نادہند تھے، اُن کو جب کہا گیا تو انہوں نے فوراً اپنے چندے دینے شروع کر دیئے۔ اُن کی ضروریات زیادہ تھیں لیکن بعضوں نے ضروریات کو پسِ پشت ڈالا اور چندوں کی طرف توجہ دی۔ امیر صاحب مالی لکھتے ہیں کہ ہمارے معلم عبدالقادر نے چندے کی تحریک کی اور اس کی اہمیت میں بتایا کہ چندہ دینے میں بڑی برکت ہوتی ہے۔ وہاں کے امام صاحب بڑے غریب آدمی تھے۔ سائیکل خریدنے کی بھی اُن میں استطاعت نہیں تھی، اُس نے پوچھا کتنا چندہ چاہئے۔ معلم صاحب نے بتایا کہ جو اللہ نے توفیق دی ہے۔ اُس کے مطابق دے دیں۔ لیکن یہ بتایا کہ جو بھی آپ نے دینا ہے کوشش کریں کہ پھر اُس میں کمی نہ آئے۔ امام صاحب نے ایک ہزار فرانک ادا کر دیا۔ اور کہتے ہیں ساتھ ہی دل میں یہ سوچا کہ اگر چندے سے برکت والی بات درست ہے تو خدا تعالیٰ اب اس کو سائیکل کے بجائے موٹر سائیکل دے گا۔ چنانچہ ابھی چھ ماہ ہی گزرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں موٹر سائیکل خریدنے کی توفیق عطا فرمائی اور ایک ہزار چندے کی بجائے انہوں نے پینسٹھ ہزار فرانک چندہ ادا کیا۔

اسی طرح ہریانہ میں ایک احمدی جن کا بجٹ بارہ ہزار روپیہ تھا۔ اُنہیں چندے کی اہمیت کا بتایا گیا تو انہوں نے کہا کہ میری تنخواہ تو پچاس ہزار روپیہ ماہانہ ہے۔ اس لئے اس کے مطابق بجٹ تیار کریں۔ چنانچہ انہوں نے اس کے مطابق ادائیگی شروع کر دی۔

پھر انڈیا کے ایک انسپکٹر وقفِ جدید لکھتے ہیں کہ جموں کشمیر کی ایک خاتون سکول ٹیچر ہیں۔ پورے علاقے میں ان کا چندہ وقفِ جدید سب سے زیادہ ہے۔ اپنی آمد کے لحاظ سے ان کا یہ طریق ہے کہ جب بھی نیا بجٹ بنتا ہے تو پوچھتی ہیں کہ خلیفہ وقت کی طرف سے کیا بجٹ مقرر کیا گیا ہے۔ جب بتایا جاتا ہے تو پہلے سے بڑھ کر وعدہ لکھواتی ہیں اور اپنی اولین فرصت میں اُس کو ادا بھی کر دیتی ہیں۔ اس سال بھی انہوں نے اپنا وعدہ لکھوایا اور اپنے خاوند مرحوم کی جانب سے بیس ہزار روپے مزید بھی ادا کئے۔

پھر وہاں کے انسپکٹر وقفِ جدید لکھتے ہیں کہ آسنور جماعت کے ایک شخص خواجہ صاحب ہیں۔ جب بھی ان کے پاس چندہ لینے کے لئے گئے تو وہ کوئی نہ کوئی واقعہ اپنی ترقی کا سناتے۔ اس مرتبہ اُن کے پاس گئے تو انہوں نے بتایا کہ اُنہوں نے بہت سے غریب دوستوں کو کاروبار سکھایا اور اب وہ لوگ مجھ سے کاروبار میں بہت مقابلہ کرتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ وہ کاروبار کے مقابلے میں تو میرے سامنے آ گئے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کے کاروبار میں ترقی دے، لیکن کاش کہ وہ چندہ دینے میں مجھ سے مقابلہ کریں۔ کہتے ہیں میرا مال تو جب منڈی میں پہنچتا ہے، اگر ریٹ کم بھی ہو تو اللہ تعالیٰ خود بخود اُس کا اچھا ریٹ مہیا کر دیتا ہے۔

تو عورتوں اور مردوں کے بے شمار واقعات ہیں جو مالی قربانیوں کے ہیں اور جس سے چندے کی اہمیت اُن پر واضح ہوتی ہے۔ یہ صرف باہر کے لوگوں کی امداد پر گزارہ نہیں کر رہے بلکہ خود بھی بہت قربانیاں دے رہے ہیں۔ اور حتی الوسع یہ لوگ بھی اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی کوشش کر رہے ہیں، جیسا کہ ان واقعات سے بھی ظاہر ہے اور یہ سب کچھ ایک احمدی کی اُس روح کے تحت ہے جس کی قرآنِ کریم نے مالی قربانی کے ضمن میں ہمیں تعلیم دی ہے۔ اور جس کی اہمیت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اس زمانے میں بیان فرمائی ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ: ’’دنیا میں انسان مال سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے۔ اسی واسطے علم تعبیر الرؤیا میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص دیکھے کہ اس نے جگر نکال کر کسی کو دیا ہے تو اس سے مُراد مال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حقیقی اتقاء اور ایمان کے حصول کے لیے فرمایا: لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ (آل عمران:93) کہ حقیقی نیکی کو ہرگز نہ پاؤ گے جب تک کہ تم عزیز ترین چیز نہ خرچ کرو گے۔ کیونکہ مخلوقِ الٰہی کے ساتھ ہمدردی اور سلوک کا ایک بڑا حصہ مال کے خرچ کرنے کی ضرورت بتلاتا ہے اور ابنائے جنس اور مخلوقِ الٰہی کی ہمدردی ایک ایسی شے ہے جو ایمان کا دُوسرا جزو ہے جس کے بدُوں ایمان کامل اور راسخ نہیں ہوتا۔ جب تک انسان ایثار نہ کرے دُوسرے کو نفع کیونکر پہنچا سکتا ہے۔ دُوسرے کی نفع رسانی اور ہمدردی کے لئے ایثار ضروری شے ہے اور اس آیت میں لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ میں اسی ایثار کی تعلیم اور ہدایت فرمائی گئی ہے۔ پس مال کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا بھی انسان کی سعادت اور تقویٰ شعاری کا معیار اور محک ہے۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں للّٰہی وقف کا معیار اور محک وہ تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ضرورت بیان کی اور وہ کل اثاث البیت لے کر حاضر ہو گئے۔‘‘ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 368-367۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ ان تمام قربانی کرنے والوں اور اس روح کو سمجھنے والوں کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے۔ اب گزشتہ سال کا جو جائزہ ہے وہ پیش کرتا ہوں جو چھپن واں سال تھا اور 2014ء کا ستاون واں سال

www.intactconstructions.org
وَسِّعْ مَكَانَكَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ
Intact Constructions
Mohammad. Janealam Shaikh
52 First Floor, Room 7, Zakria Masjid Street
Bhishti Mohalla, Mumbai-09
e-mail: intactconstructions@gmail.com
Mob. +91- 7738340717, 9819780273

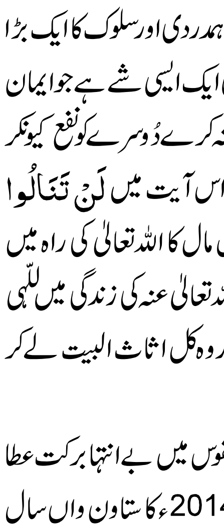
ADEEBA APPAREL'S
Contact for all types Manufacturing of
SUITS & SHERWANI
House No. 1164, Gali Samosaan
Farash Khana Delhi- 110006
Tanveer Akhtar 08010090714,
Rahmat Eilahi 09990492230

شروع ہورہا ہے اس کا بھی اعلان کرتا ہوں۔

گزشتہ سال میں جو چھپن واں سال تھا اس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقفِ جدید میں چوّن لاکھ چوراسی ہزار پاؤنڈ کی مالی قربانی جماعت نے پیش کی اور یہ گزشتہ سال کے مقابلے پر چار لاکھ چھیاسٹھ ہزار پاؤنڈ زیادہ تھی۔ اور اس سال برطانیہ کی پوزیشن نمبر ایک ہے۔ اس دفعہ برطانیہ کی پوزیشن نمبر ایک سے مراد یہ ہے کہ پہلے میں پاکستان کی بات کیا کرتا تھا اور پاکستان کو نکال کے پوزیشنیں بتایا کرتا تھا۔ اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے برطانیہ کی پوزیشن پاکستان سے اوپر ہے اور پاکستان کو نکال کے جو یہ مقابلہ ہوتا تھا اب اس لحاظ سے برطانیہ نمبر ایک آ گیا۔ پھر پاکستان نمبر دو، پھر امریکہ پھر جرمنی پھر کینیڈا پھر ہندوستان پھر آسٹریلیا پھر انڈونیشیا پھر مڈل ایسٹ کی ایک جماعت ہے اور پھر بیلجیم۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے برطانیہ نے اس سال جو وصولی کی ہے وہ نمایاں اضافے کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام چندہ دینے والوں کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت ڈالے۔ امریکہ اور جرمنی تو اس سے اب بہت پیچھے ہیں۔ ان کو بہت کوشش کرنی پڑے گی اگر انہوں نے آگے نکلنا ہے۔ اور اِن کو بھی اس کو maintain رکھنے کے لئے بڑی کوشش کرنی پڑے گی کیونکہ جو چھلانگ لگائی ہے، لگتا ہے بہت اونچی چھلانگ لگا دی ہے۔ بعض لوگ شاید مجھے مشورہ دیں کہ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے زمانے میں بھی پاکستان شاید چندہ تحریکِ جدید میں نمبر دو پر آیا تھا تو انہوں نے باہر والوں کو تحریک کی تھی کہ آپ نے جو عزیز رشتہ دار ہیں آپ اُن کو جو رقم بھیجتے ہیں وہ زائد دے دیں اور چندے کے لئے بھی بھیج دیا کریں۔ اس لئے شاید مجھے یہ مشورہ آئے کہ آپ بھی اس طرح کریں تاکہ پاکستان کا نمبر قائم رہے۔ مَیں یہ نہیں کہوں گا۔ جو نمبر جس کو اللہ تعالیٰ نے دے دیا وہی قائم رہے۔ اب کوشش ہے اپنی کہ کون کون کس طرح کوشش کرتا ہے۔ لیکن اس لحاظ سے پاکستان کا یہ نمبر بھی بہرحال اُن کا ایک مقام ہے کہ ایک تو وہاں کی کرنسی وہاں کے حالات کی وجہ سے انتہائی devalue ہو چکی ہے اور اُس کے باوجود انہوں نے بڑی قربانی دی ہے۔ اس کے علاوہ عمومی طور پر جو پاکستان کے حالات ہیں کہ کاروبار ختم ہو چکے ہیں۔ پھر پاکستان میں جو احمدی ہیں، اُن کو خاص طور پر نشانہ بنایا جاتا ہے، اُن کے کاروبار متاثر ہوئے ہیں۔ اس کے باوجود قربانیوں میں ان کا بڑا نمایاں کردار ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے اموال ونفوس میں برکت ڈالے۔ اُن کی مشکلات کو دور فرمائے۔ اُن کے لئے آسانیاں پیدا فرمائے۔ ذرا سی بھی آسانیاں پیدا ہو گئیں تو جس جذبے کے تحت پاکستان کے احمدی چندہ دیتے ہیں کوئی بعید نہیں کہ وہ خود ہی اگلے سال بغیر کسی بیرونی امداد کے آگے نکل جائیں۔ لیکن بہرحال برطانیہ نے بھی جو چھلانگ لگائی ہے اللہ تعالیٰ اس کو یہ اعزاز مبارک کرے اور سیکرٹری صاحب وقفِ جدید اور امیر صاحب کو اب زیادہ دعاؤں اور کوشش کرنے کی ضرورت ہوگی۔

اُس کے بعد بڑی جماعتوں میں فی کس ادائیگی کے مطابق پہلے تو مڈل ایسٹ کی ایک جماعت ہے۔ پھر امریکہ ہے۔ پھر سوئٹزرلینڈ ہے۔ امریکہ کا چندہ 83 پاؤنڈ فی کس ہے۔ نمبر ایک کا 93 پاؤنڈ فی کس ہے۔ سوئٹزرلینڈ کا 61 پاؤنڈ ہے۔ بیلجیم کا 47 پاؤنڈ۔ یو۔کے کا 45 پاؤنڈ۔ تعداد کے لحاظ سے لگتا ہے ان میں اضافہ ہوا ہے۔ اسی لئے ان کا یہ چندہ بڑھ گیا۔ آسٹریلیا 39 پاؤنڈ۔ فرانس 38 پاؤنڈ۔ کینیڈا 32 پاؤنڈ۔ جاپان 30 پاؤنڈ۔ سنگاپور، جرمنی اور ناروے 29 پاؤنڈ۔

شاملین کی تعداد بھی دس لاکھ چوالیس ہزار سات سو بیس ہے۔ اس تعداد میں زیادہ تر افریقہ کے نو مبائعین اور بچے شامل ہوئے ہیں۔ لیکن آئندہ سے افریقہ والے بھی یہ نوٹ کریں کہ جنہوں نے چندے دیئے ہیں، چاہے کوئی دس پینس دینے والا ہی ہو وہ اپنی فہرستیں بھجوایا کریں تاکہ ایک دفعہ پتہ لگے کہ تعداد کے لحاظ سے کس کس جماعت کا کتنا ہے۔ شاملین کی تعداد میں اضافے کے اعتبار سے بورکینا فاسو، بینن، سیرالیون، گیمبیا، نائیجر، آئیوری کوسٹ، تنزانیہ کی جماعتیں زیادہ آ گے ہیں۔ مجموعی وصولی کے لحاظ سے نائیجریا سب سے آگے ہے، پھر گھانا ہے، پھر ماریشس ہے۔ پاکستان میں پوزیشن کے لحاظ سے جو پہلی تین جماعتیں جو ہیں ان میں اوّل لاہور ہے۔ پھر دوئم ربوہ ہے۔ سوم کراچی ہے۔ چندہ بالغان میں اضلاع کی پوزیشن جو ہے اُس میں سیالکوٹ نمبر ایک ہے، پھر راولپنڈی، اسلام آباد، فیصل آباد، سرگودھا، گوجرانوالہ، گجرات، ملتان، نارووال اور حیدرآباد۔

دفتر اطفال میں تین بڑی جماعتیں جو ہیں ان میں اوّل لاہور ہے، دوم کراچی ہے، سوم ربوہ ہے اور اطفال میں اضلاع کی پوزیشن کے لحاظ سے سیالکوٹ نمبر ایک ہے، پھر راولپنڈی ہے، مردوں میں بھی اور بچوں میں بھی مطلب بالغان میں بھی اور بچوں میں بھی سیالکوٹ نمبر ایک ہی ہے۔ اور پھر راولپنڈی، اسلام آباد، فیصل آباد، گوجرانوالہ، سرگودھا، گجرات، نارووال، ملتان، ننکانہ صاحب۔ مجموعی وصولی کے لحاظ سے برطانیہ کی دس بڑی جماعتیں برمنگھم ویسٹ ہے، جلنگھم ہے، رینز پارک ہے، مسجد فضل ہے، ووسٹر پارک ہے، ہونسلو نارتھ، پھر ومبلڈن ہے، بریڈفورڈ ساؤتھ ہے، بالہم ہے، پھر نیو مولڈن ہے۔ اور ریجن کے لحاظ سے پہلا نمبر مڈل سیکس۔ پھر ساؤتھ لندن، پھر مڈلینڈ اور نارتھ ایسٹ ہے۔ مجموعی وصولی کے لحاظ سے چھوٹی جماعتیں سپن ویلی، براملے اینڈ ایملوشم، ڈیون اینڈ کارنوال اور نارتھ ہیمپٹن ہیں۔

(وصولی کے لحاظ سے) امریکہ کی دس جماعتیں۔ لاس اینجلس اِن لینڈ امپائر، سلیکون ویلی، ڈیٹرائٹ، سیاٹل، لاس اینجلس ایسٹ، سینٹرل جرسی، سلور سپرنگ، سینٹرل ورجینیا، ڈیلس اور بوسٹن ہیں۔ (وصولی کے لحاظ سے) جرمنی کی پانچ لوکل امارات میں ہمبرگ نمبر ایک پھر فرینکفرٹ، گراس گراؤ، ڈامسٹڈ اور ویز بادن۔ وصولی کے لحاظ سے جرمنی کی دس جماعتیں روئڈر مارک پہلی، پھر نیدا، پھر فیڈبرگ، مائنز، فولڈا، نوئس، راؤن ہیم سیوڈ، کوبلنز، ہنوفر اور کولون ہیں۔ (وصولی کے لحاظ سے) کینیڈا کی بڑی جماعتیں کیلگری، پیس ولیج، وان اور وینکوور جبکہ کینیڈا کی چھوٹی جماعتیں۔ ایڈمنٹن۔ ڈرہم۔ آٹوا۔ سسکاٹون ساؤتھ اور مِلٹن ہیں۔ مجموعی وصولی کے لحاظ سے بھارت کے صوبہ جات میں نمبر ایک کیرالہ۔ پھر جموں کشمیر پھر آندھرا پردیش، تامل ناڈو، ویسٹ بنگال، اڑیسہ، کرناٹک، قادیان پنجاب، مہاراشٹرا، دہلی، اُترپردیش۔

وصولی کے لحاظ سے انڈیا کی پہلی جماعتیں کیرولائی، کالی کٹ، کینانور ٹاؤن، حیدرآباد، قادیان، کولکتہ، چنائی، پینگاڈی، بنگلور، رشی نگر، پرتھاپریم، میتھوتم اور کیرنگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب قربانی کرنے والوں کو بے انتہا نوازے۔ نمازوں کے بعد ایک جنازہ بھی مَیں پڑھاؤں گا۔ یہ مکرم یوسف اللطیف صاحب بوسٹن امریکہ کا ہے۔ 23 ستمبر 2013ء کو یہ 93 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

یہ 1920ء میں پیدا ہوئے تھے۔ 9 اکتوبر 1920ء کو ٹینیسی کی اسٹیٹ میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتب پڑھنے کے بعد 1948ء میں بیعت کی توفیق ملی۔ افریقن امریکن احمدی تھے۔ ان کا شمار ابتدائی افریقن امریکن احمدیوں میں ہوتا ہے۔ اکثر کہا کرتے تھے کہ اس وقت میرا فرض بنتا تھا کہ میں بیعت کروں۔ اگر نہ کرتا تو میں خدا تعالیٰ اور سچائی سے اپنا منہ موڑنے والا ہوتا۔ آپ نے ایجوکیشن میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ مختلف یونیورسٹیوں میں بطور پروفیسر پڑھاتے رہے۔ مختلف کتب کے مصنف بھی تھے جن میں آپ کی اپنی سوانح بھی شامل ہے۔ ان کی قدآور شخصیت کی وجہ سے ان کی وفات کی خبر یکدم امریکہ اور ساری دنیا میں پھیل گئی اور امریکہ کے تمام بڑے بڑے اخبارات میں شائع ہوئی۔ صدر کلنٹن نے جب اُنہیں وائٹ ہاؤس میں دعوت پر بلایا تھا تو وہاں اگرچہ یہ پاکستانی نہیں تھے اور افریقن امریکن تھے لیکن شلوار قمیض پہن کر گئے تھے۔ انہوں نے اپنے پیشے میں سب سے اونچا ایوارڈ حاصل کیا جو نوبل پرائز کے برابر تھا۔ چونکہ احمدی تھے اس لئے دین پر کبھی کمپرومائز (compromise) نہیں کیا۔ موسیقی کے اوپر انہوں نے بہت کچھ لکھا لیکن کبھی ایسی جگہوں پر، ایسے فنکشنوں میں کبھی شامل نہیں ہوتے تھے جہاں شراب وغیرہ ہو۔ آپ کو حج اور عمرے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ مالی قربانی اور چندہ جات میں غیر معمولی قربانی پیش کرتے۔ لوکل سیکرٹری مال کہتے ہیں کہ ان کی عادت تھی کہ مہینے کے دوران جب بھی ان کو تنخواہ کا چیک ملتا تو سب سے پہلے اپنے لازمی چندہ جات ادا کرتے تھے اور آپ کہا کرتے تھے کہ مجھے آج بھی اتنا ہی یقین ہے جتنا اُس وقت تھا جب میں نے بیعت کی کہ احمدیت کا راستہ سچائی کا راستہ ہے اور یہ وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ تھا۔ مجھے یقین ہے کہ اس راستہ پر چلنے والا کوئی شخص تباہ نہیں ہو سکتا۔ اور مجھے یقین ہے کہ اس راستے پر چلنے سے میں اور میرا خاندان نجات پا جائیں گے۔ اور میرا ایمان ہے کہ احمدیت تمام انسانوں میں بھائی چارہ پیدا کرنے کی تعلیم پیش کرتی ہے۔

آپ کو قادیان اور ربوہ کی زیارت کا بھی موقع ملا۔ لندن بھی گزشتہ سال جلسہ پر آئے ہوئے تھے۔ خلافت سے ان کو والہانہ محبت تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کو بھی ملے ہوئے ہیں۔ حضرت خلیفہ رابع کو بھی اور مجھے بھی ملے تھے۔ جلسہ پر جب آئے ہیں تو بیمار تھے۔ ویل چیئر پر ہی تھے۔ بہت نیک اور نمازوں کے پابند تھے۔ نماز جمعہ کی ادائیگی میں باقاعدہ تھے۔ نہایت شفیق اور ہر ایک سے پیار و محبت کا سلوک کرنے والے مخلص انسان تھے۔ احمدی احباب کے علاوہ غیر از جماعت دوستوں سے بھی بڑی محبت اور شفقت سے پیش آتے تھے۔ لمبا عرصہ ان کو مختلف حیثیتوں سے جماعتی خدمتوں کی توفیق ملی۔ دعوتِ الی اللہ کا بہت شوق رکھتے تھے۔ جماعتی لٹریچر اپنے ہمسایوں اور رشتے داروں اور دوستوں میں تقسیم کیا کرتے تھے۔ جیب میں ہمہ وقت کچھ فلائرز وغیرہ رکھتے اور جہاز میں اپنے ہم سفروں میں تقسیم کرتے اپنے خرچ پر نابینا افراد کے لئے ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' اور بچوں کی تربیت کے متعلق کتب انہوں نے شائع کیں۔ مرحوم موصی تھے۔ ان کے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ عائشہ لطیف صاحبہ اور ایک بیٹا مکرم یوسف لطیف صاحب بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور ان کی نیکیوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

❁❁❁

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)

Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,

E-mail: jk_jewellers@yahoo.com

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

نیو اشوک جیولرز قادیان

New Ashok Jewellers

Main Bazar, Qadian Dt. Gurdaspur, Punjab

9815156533, 8054650500, 01872-221731

E-mail: newashokjewellers007@gmail.com

خطبہ جمعہ

ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشن اور بعثت کا مقصد صرف عقائد کی اصلاح کرنا نہیں تھا۔ آپ نے واضح فرمایا ہے کہ بندے کا خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنا اور اعمال کی اصلاح کرنا بھی ضروری ہے۔ بندے کا ایک دوسرے کے حق ادا کرنا بھی ایک مقصد ہے اور یہ سب باتیں اعمال پر منحصر ہیں۔

اگر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن میں کارآمد ہونا ہے۔ آپ کے مقصد کو پورا کرنے والا بننا ہے تو یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب ہم میں سے ہر ایک اپنی عملی اصلاح کی روکوں کو دُور کرنے کی بھرپور کوشش کرے۔

پس ہمیں اپنی عملی قوتوں کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے اور پھر مضبوطی کے ساتھ اس پر قائم رہنے کی ضرورت ہے۔

دو قسم کی روکیں ہیں جو عملی اصلاح کے راستے میں حائل ہوتی ہیں۔ ایک قوتِ ارادی میں کمزوری اور دوسری قوتِ عملی میں کمزوری۔ ان کے درمیان میں ایک اور صورت بھی عملی اصلاح میں کمی کی ہے اور وہ ہے علمی طور پر کمزوری۔ یہ دونوں طرف اپنا اثر ڈالتی ہے۔

مختلف لوگوں کے لئے مختلف علاجوں کی ضرورت ہے۔ ایک ہی علاج ہر ایک کے لئے نہیں ہے۔ بعض کے لئے قوتِ ارادی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ بعض کے لئے قوتِ عملی پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور بعض کے لئے اس صورت میں جبکہ بوجھ زیادہ ہو، اُن کی طاقت اور برداشت سے باہر ہو تو بیرونی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اُس وقت معاشرے کو اپنا کردار ادا کرنا پڑتا ہے، جماعت کو اپنا کردار ادا کرنا پڑتا ہے، ذیلی تنظیموں کو اپنا کردار ادا کرنا پڑتا ہے۔ پس ہمیں اپنی عملی اصلاح کے لئے ان باتوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب آف کلکتہ (انڈیا) کی وفات۔ مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 10 جنوری 2014ء بمطابق 10 صلح 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل 31 جنوری 2014 کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

گزشتہ دو جمعوں سے پہلے مَیں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے خطبات کی روشنی میں چند خطبے عملی اصلاح کے بارے میں دیئے تھے اور بعض اسباب بیان کئے تھے جو عملی اصلاح میں روک کا باعث بنتے ہیں اور یہ بھی ذکر ہو گیا تھا کہ اگر ہم نے من حیث الجماعت اپنی عملی اصلاح کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے ہیں تو ان روکوں کو دُور کرنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ بات بھی واضح کر دی گئی تھی کہ عمل کے متعلق ہماری روکیں عقائد کی روکوں سے زیادہ سخت ہیں۔ اس حوالے سے آج مَیں مزید کچھ کہوں گا۔

ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشن اور بعثت کا مقصد صرف عقائد کی اصلاح کرنا نہیں تھا۔ آپ نے واضح فرمایا ہے کہ بندے کا خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنا اور اعمال کی اصلاح کرنا بھی ضروری ہے اس چیز کے لئے آپ تشریف لائے ہیں۔ بندے کا ایک دوسرے کے حق ادا کرنا بھی ایک مقصد ہے اور یہ سب باتیں اعمال پر منحصر ہیں۔ نیک اعمال بجا لا کر خدا تعالیٰ کا بھی حق ادا ہوتا ہے اور بندوں کا بھی حق ادا ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا تھا، پہلے بھی میں کئی دفعہ یہ چیزیں بیان کر چکا ہوں۔ فرمایا کہ ''یاد رکھو کہ صرف لفّاظی اور لسّانی کام نہیں آسکتی جب تک کہ عمل نہ ہو۔''

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 48۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر ایک موقع پر فرمایا: ''اپنے ایمانوں کو وزن کرو۔ عمل ایمان کا زیور ہے۔ اگر انسان کی عملی حالت درست نہیں ہے تو ایمان بھی نہیں ہے۔'' (ملفوظات جلد 1 صفحہ 249۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس اگر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن میں کارآمد ہونا ہے۔ آپ کے مقصد کو پورا کرنے والا بننا ہے تو یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب ہم میں سے ہر ایک اپنی عملی اصلاح کی روکوں کو دُور کرنے کی بھرپور کوشش کرے۔ کیونکہ یہ عملی اصلاح ہی دوسروں کی توجہ ہماری طرف پھیرے گی اور نتیجۃً ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کی تکمیل میں ممدّ و معاون بن سکیں گے۔ پس ہمیں سوچنا چاہئے کہ اس کے حصول کے لئے ہم نے کیا کرنا ہے؟ کیونکہ ہمارے غالب آنے کا ایک بہت بڑا ہتھیار عملی اصلاح بھی ہے۔ ہماری اپنی اصلاح سے ہی ہمارے اندر وہ قوت پیدا ہوگی جس سے دوسروں کی اصلاح ہم کر سکیں گے۔ ہمارے غالب آنے کا مقصد کسی کو ماتحت کرنا اور دنیاوی مقاصد حاصل کرنا تو نہیں ہے۔ بلکہ دنیا کے دل اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لا کر ڈالنا ہے۔ لیکن اگر ہمارے اور دوسروں میں کوئی فرق نہیں ہے تو دنیا کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ ہماری باتیں سنے۔ پس ہمیں اپنی عملی قوتوں کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے اور پھر مضبوطی کے ساتھ اس پر قائم رہنے کی ضرورت ہے۔ خود دوسروں سے مرعوب ہونے کی بجائے دنیا کو مرعوب کرنے کی ضرورت ہے آجکل جبکہ دنیا میں لوگ دنیا داری اور مادیت سے مرعوب ہو رہے ہیں ہمیں پہلے سے بڑھ کر اپنی حالتوں پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ نظریں رکھتے ہوئے اپنے آپ کو دنیا کے رعب سے نکالنے کی ضرورت ہے۔ اور دنیا کو بھی ان شیطانی حالتوں سے نکالنے کی ضرورت ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے والے ہم بن سکیں اور دنیا کی اکثر آبادی بن سکے۔ لیکن اس کے راستے میں بہت سی روکیں ہیں۔ اس کے لئے ہم نے اپنے اندر ایسی طاقت پیدا کرنی ہے کہ ان روکوں کو دُور کر سکیں۔ ہمیں دنیا کے مقابلے کے لئے بعض قواعد تجویز کرنے ہوں گے جو ہم میں سے ہر ایک اپنے اوپر لاگو کرے اور پھر اُس کی پابندی کرے۔ اس کے لئے ہمیں اپنے نفسوں کی قربانی دینی ہوگی اور ایک ماحول پیدا کرنا ہوگا۔ جب تک ہمیں یہ حاصل نہیں ہوتا، ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ مَیں گزشتہ ایک خطبہ میں بتا چکا ہوں۔ آجکل دنیا سمٹ کر قریب تر ہو گئی ہے۔ گویا ایک شہر بن گئی ہے بلکہ یہ کہنا چاہئے ایک محلہ بن گئی ہے۔ ہزاروں میل دُور کی برائی بھی ہر گھر میں الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ پہنچ گئی ہے اور ہر ملک کی جو خواہ ہزاروں میل دور ہے، اچھائی بھی ہر گھر تک پہنچ گئی ہے۔ مجموعی لحاظ سے ہم دیکھیں تو برائی کے پھیلنے کی شرح اچھائی کے پھیلنے کی نسبت بہت زیادہ تیز ہے۔ پھر جیسا کہ میں پہلے بھی کئی موقعوں پر ذکر کر چکا ہوں اچھائی اور برائی کا معیار بدل گیا ہے۔ ایک چیز جو اسلامی معاشرے میں برائی ہے، دنیا دار معاشرے میں جو اب تقریباً لامذہب معاشرہ ہے، اس میں وہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جس کو ہم برائی سمجھتے ہیں۔ یہ ان کے نزدیک بہت معمولی سی چیز ہے بلکہ اچھائی سمجھی جانے لگی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مثال دی ہے کہ مغربی معاشرے میں ناچ کا رواج ہے۔ یہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں تو اتنا عام نہیں تھا یا کم از کم اس کے لئے خاص جگہوں پر جانا پڑتا تھا۔ آجکل تو ٹی وی اور انٹرنیٹ نے ہر جگہ یہ پہنچا دیا ہے اور بعض گھروں میں ہی تفریح کے نام پر ناچ کے اڈے بن گئے ہیں۔ اور بعض گھریلو فنکشنز پر بھی یہ ناچ وغیرہ ہوتے ہیں۔ خاص طور پر شادیوں کے موقع پر تفریح اور خوشی کے نام پر بیہودہ ناچ کئے جاتے ہیں۔ ایک احمدی گھر کو اس سے بالکل پاک ہونا چاہئے۔ اس پر خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ بہرحال میں حضرت مصلح موعود کے حوالے سے بات کر رہا تھا کہ آپ نے فرمایا کہ اب مغربی ملکوں میں ناچ کا رواج ہے مگر پہلے اسے لوگ برا سمجھتے تھے۔ اب آہستہ آہستہ اسے لوگوں نے اختیار کرنا شروع کر دیا۔ پہلے عورت مرد ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر ناچتے تھے۔ پھر ایک دوسرے کے قریب منہ کر کے ناچنے لگے اور پھر یہ فاصلے کم ہونے لگے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 432 خطبہ فرمودہ 3 جولائی 1936 مطبوعہ ربوہ)

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اب تو ناچ کے نام پر بیہودگی کی کوئی حد نہیں رہی۔ ننگے لباسوں میں ٹی وی پر ناچ کئے جاتے ہیں۔ یہ کیوں پھیلا؟ صرف اس لئے کہ برائی پھیلانے والے باوجود دنیا کے شور مچانے کے کہ یہ برائی ہے، برائی پھیلانے پر استقلال سے قائم رہے اور دنیا کی باتوں کی کوئی پروانہیں کی۔ آخر ایک وقت میں یہ کامیاب ہو گئے۔ اب تو پاکستان جو مسلمان ملک ہے اُس کے ٹی وی پر بھی تفریح کے نام پر، آزادی کے نام پر بیہودگیاں نظر آتی ہیں، ننگ نظر آتا ہے۔ گویا برائی اپنے استقلال کی وجہ سے دنیا کے ذہنوں پر حاوی ہوگئی ہے۔ پس اس کے مقابلے پر آنے کے لئے بہت بڑی منصوبہ بندی اور قربانی کی ضرورت ہے۔ اگر یہ نہ ہوئی تو پھر ہم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

پس بہت سوچنے اور غور کرنے اور محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ اُن چیزوں کو اپنانے کی ضرورت ہے جن کو اپنا کر ہم یہ روکیں دُور کر سکتے ہیں۔ جن کو استعمال میں لا کر ہمارے اندر یہ روکیں دور کرنے کی طاقت پیدا ہو سکتی ہے جس کی وجہ سے ہم برائیوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اس کے حصول کے لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے عمدہ رنگ میں وضاحت فرمائی ہے کہ اگر عملی اصلاح کے لئے یہ باتیں انسان میں پیدا ہو جائیں تو تبھی کامیابی مل سکتی ہے اور یہ تین چیزیں ہیں۔ نمبر ایک قوتِ ارادی۔ نمبر دو صحیح اور پورا علم۔ اور نمبر تین قوتِ عملی۔ لیکن اصل بنیادی قوتیں دو ہیں۔ قوتِ ارادی اور قوتِ عملی۔ جو چیز ان دونوں کے درمیان میں رکھی گئی ہے یعنی صحیح اور پورا علم ہونا، یہ دونوں بنیادی قوتوں پر اثر ڈالتی ہے۔ علم کا صحیح ہونا قوتِ عملی پر بھی اثر ڈالتا ہے اور قوتِ ارادی پر بھی اثر ڈالتا ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 440 خطبہ فرمودہ 10 جولائی 1936 مطبوعہ ربوہ)

بہرحال پہلے یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ قوتِ ارادی اور قوتِ عملی ہی دو بنیادی چیزیں ہیں جو عملی اصلاح پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اس کے لئے ہمیں قوتِ ارادی کو زیادہ مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ اور قوتِ عملی کے نقص کو دُور کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارا ارادہ اگر کسی برائی کو روکنے کا مضبوط ہو تو تبھی وہ برائیاں رک سکتی ہیں اور ارادے کی مضبوطی اُس وقت کام آئے گی جب عمل کرنے کی جو قوت ہے، ہمارے اندر جو طاقت ہے، اُس کی جو کمزوری ہے اُس کو دُور کریں، اُس کے نقص کو دُور کریں۔ اس کے بغیر اصلاح نہیں ہو سکتی۔

اس پہلو سے جب ہم جائزہ لیتے ہیں کہ ہماری قوتِ ارادی کیسی ہے تو ہمیں نظر آتا ہے کہ جہاں تک ارادے کا تعلق ہے اس میں بہت کم نقص ہے کیونکہ ارادے کے طور پر جماعت کے تمام یا اکثر افراد ہی تقریباً یہ چاہتے ہیں کہ ان میں تقویٰ اور طہارت پیدا ہو۔ وہ اسلامی احکام کی اشاعت کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اُس کا قرب حاصل کر سکیں۔ حضرت مصلح موعود نے اس کی وضاحت یوں فرمائی ہے کہ یہ باتیں ثابت کرتی ہیں کہ ہماری قوتِ ارادی تو مضبوط ہے اور طاقتور ہے پھر بھی نتائج صحیح نہیں نکلتے تو پھر یقیناً دو باتوں میں سے ایک بات ہے۔ یا تو یہ کہ عمل کے لئے حقیقی قوتِ ارادی جو چاہئے، اتنی ہمارے اندر نہیں ہے لیکن عقیدے کی اصلاح کے لئے جتنی قوتِ ارادی کی ضرورت تھی وہ ہم میں موجود تھی۔ اس لئے عقیدے کی تو اصلاح ہو گئی لیکن عملی اصلاح کے لئے چونکہ قوتِ ارادی کی ضرورت تھی، وہ ہم میں موجود نہیں تھی، اس لئے ہم اعمال کی اصلاح میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ اور پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ ہماری عبودیت میں بھی کچھ نقص ہے۔ خدا تعالیٰ کی یہ بندگی جس کا ہم دعویٰ کرتے ہیں اُس میں بھی کچھ نقص ہے اور اس وجہ سے قوتِ عملی مفلوج ہو گئی ہے اور قوتِ ارادی کے اثر کو قبول نہیں کر رہی۔ یعنی ہماری عمل کی قوت مفلوج ہو گئی ہے اور قوتِ ارادی کا اثر قبول نہیں کر رہی۔ یا ان باتوں کو قبول کرنے کے لئے جن معاونوں کی یا جن مددگاروں کی ضرورت ہے اُن میں کمزوری ہے۔ اس صورت میں ہم جب تک قوتِ متاثرہ یا عملی قوت کا یا اثر لے کر کسی کام کو کرنے والی قوت کا علاج نہ کر لیں کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ مثلاً ایک طالبعلم ہے، وہ اپنا سبق یاد کرتا ہے مگر یاد نہیں رکھ سکتا۔ اُس کا جب تک ذہن درست نہیں کر لیا جاتا اُس وقت تک اُسے خواہ کتنا سبق دیا جائے، کتنی ہی بار اُسے یاد کروایا جائے یا یاد کرانے کی کوشش کی جائے، وہ اُسے یاد نہیں رکھ سکے گا۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 435,436 خطبہ فرمودہ 10 جولائی 1936 مطبوعہ ربوہ)

پس ذہن کو درست کرنے کے لئے وجوہات معلوم کرنی ہوں گی تا کہ صحیح رہنمائی ہو سکے، یا پھر سبق یاد کروانے کا طریق بدلنا ہو گا۔ پاکستان میں یہ رواج ہے کہ رٹّا لگا کر ہر چیز یاد کر لی، چاہے سمجھ آئے، نہ آئے اور اس طرح وہاں پڑھنے والے بہت سے طالبعلم تیاری کرتے ہیں، اس میں اُن کو بڑی مہارت ہوتی ہے، ایک ایک لفظ کتاب کا بعضوں کو یاد ہو جاتا ہے۔ لیکن جب یہاں مغربی ممالک کی پڑھائی کے نظام میں آتے ہیں تو یہاں کیونکہ طریقہ کار مختلف ہے، ہر چیز کو سمجھ کر پڑھنا پڑتا ہے، اس لئے بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہاں کم نمبر لینے والے یہاں بہتر نمبر لے لیتے ہیں، جلد ہی اپنے آپ کو اس نظام میں ڈھال لیتے ہیں۔ اور وہاں زیادہ نمبر لینے والے یہاں آ کر کم نمبر لیتے ہیں۔ ربوہ میں ہمارے جماعتی سکولوں کو جب بعض مجبوریوں کی وجہ سے حکومت کے بورڈوں سے علیحدہ کر کے آغا خان بورڈ کے ساتھ منسلک کیا گیا، رجسٹر کروایا گیا تو وہاں کیونکہ امتحان کا طریق مختلف تھا، اس لئے بہت سے طلباء نے لکھا کہ ہم جتنے نمبر عام پاکستانی نظامِ تعلیم جو ہے اُس کے امتحانات میں لیتے تھے ایسا نہیں ہے، اب نہیں لے سک رہے اور ہمیں سمجھ بھی نہیں آتی کہ کیا ہو گیا ہے؟ تو بعض دفعہ صرف ذہن کی بات نہیں ہوتی۔ ذہن اگر صحیح بھی ہو تو اچھی طرح یاد نہیں ہوتا۔ یہ صرف ذہن کی کمزوری نہیں ہوتی بلکہ اور بھی وجوہات ہو جاتی ہیں اور اگر ذہن بھی کمزور ہو تو پھر بالکل ہی مشکل پڑ جاتی ہے، یاد کروانے کے طریقے بدلنے پڑتے ہیں۔ یہاں ایسے کمزور ذہن بچوں کے لئے بھی خاص سکول ہوتے ہیں، اُن کو توجہ دیتے ہیں اور بعض دفعہ وہی کمزور ذہن بچے پڑھائی میں بڑے اچھے بچے نکل آتے ہیں۔

بہرحال عملی طریق بھی جو ہے وہ پریشان کر دیتا ہے اور اگر اُس صحیح طریق کو اپنایا نہ جائے تو کامیابی نہیں ملتی۔ پس جو عملی طریق کسی کام کرنے کے لئے تجویز ہوا ہے، دماغ کو بھی اُس کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے، اس کے بغیر کامیابی ممکن نہیں۔ پس ہمیں اپنی عملی اصلاح کی حالتوں کے لئے بھی اس طرف دیکھنا ہو گا۔ ہمیں دیکھنا ہو گا کہ ہماری نیکی کے ارادے دماغ کے اس حصے پر کیوں اثر نہیں کرتے جس پر اثر ہونے کے نتیجہ میں عملی اصلاح شروع ہو جاتی ہے۔ ہمیں ان روکوں کو دُور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جو اس رستے میں حائل ہوتی ہیں۔

پھر دیکھنا ہو گا کہ ہمارے عبودیت کے معیار کیا ہیں؟ ہمیں دیکھنا ہو گا کہ ہماری عملی کوشش میں نیک نیتی اور اخلاص و وفا کتنا ہے۔ پس دو قسم کی روکیں ہیں جو عملی اصلاح کے راستے میں حائل ہوتی ہیں۔ ایک قوتِ ارادی میں کمزوری اور دوسری قوتِ عملی میں کمزوری۔ لیکن جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے ان کے درمیان میں ایک اور صورت بھی عملی اصلاح میں کمی کی ہے اور وہ ہے علمی طور پر کمزوری۔ یہ دونوں طرف اپنا اثر ڈالتی ہے۔

ہم عملی زندگی میں دیکھتے ہیں کہ ارادہ بھی علم کے مطابق چلتا ہے اور عمل بھی علم کے مطابق چلتا ہے۔ اس کی مثال یوں ہے کہ اگر کسی انسان کو یہ معلوم نہ ہو کہ ایک ہزار کا لشکر اُس کے مکان پر حملہ آور ہونے والا ہے بلکہ صرف اس قدر جانتا ہو کہ کسی نے حملہ کرنا ہے اور ہو سکتا ہے ایک دو آدمی ہوں تو اُس کے لئے وہ تیاری کرتا ہے۔ لیکن اگر اُسے یہ علم ہو کہ حملہ آور ایک ہزار ہیں تو پھر اُس کی تیاری اُس سے مختلف ہوتی ہے۔ پس علم کی کمی کی وجہ سے نقص پیدا ہو جاتا ہے اور علم کی صحت قوتِ ارادی کو بڑھا دیتی ہے۔ اسی طرح بعض دفعہ انسان کسی چیز کو اُٹھانے کی کوشش کرتا ہے اور اُسے ہلکی سمجھتا ہے لیکن وہ بھاری ہوتی ہے، اُٹھا نہیں سکتا۔ لیکن جب ایک دفعہ اندازہ ہو جائے کہ یہ بھاری ہے تو پھر زیادہ قوت صَرف کرتا ہے، زیادہ طاقت لگاتا ہے، اُٹھانے کا طریق بدل لیتا ہے تو پھر اُس کو اُٹھا بھی لیتا ہے۔ پس کوئی زائد طاقت اُس میں دوسری دفعہ نہیں آئی بلکہ صحیح علم ہونے کی وجہ سے اور صحیح طریق پر طاقت کا استعمال اُس نے کیا تو اس میں کامیاب ہو گیا۔ پس اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی صلاحیت تو موجود ہے۔ جب اُس صلاحیت اور طاقت کا استعمال صحیح ہو تو آسانی سے کام ہو جاتا ہے یا بہتر رنگ میں کام ہو جاتا ہے اور یہ علم کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اگر صلاحیت کا صحیح استعمال نہ ہو تو عام معاملات میں بھی نقصان پہنچ جاتا ہے۔ پس یہاں اسی اصول کو عملی صلاحیت کے استعمال اور عملی کمزوری کو دور کرنے کے لئے لگانے کی ضرورت ہے۔ اور اس کے لئے اپنے علم کو وسیع

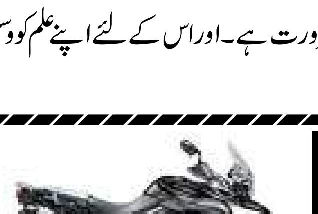
Zaid Auto Repair
زید آٹو ریپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7, Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian

مالک رام دی ہٹی مین بازار قادیان
Malik Ram Di Hatti, Main Bazar, Qadian

کمپنی کے اُونی، ریشمی بڑھیا کپڑے خریدنے کیلئے تشریف لائیں
098141-63952
نوٹ: پرانی دوکان بدل کر سامنے نئے شوروم میں چلی گئی ہے۔

کرنے کی ضرورت ہے تا کہ اُس کے مطابق صحیح طاقت کا استعمال کر کے اپنی کمزوریوں پر غالب آیا جا سکے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بات یہ بھی بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک انسان میں ایک قوتِ موازنہ رکھی ہے جس سے وہ دو چیزوں کے درمیان موازنہ کر سکتا ہے۔ جو یہ فیصلہ کرتی ہے کہ فلاں کام کرنے کے لئے اتنی طاقت درکار ہے۔ اور کیونکہ ساری طاقت انسان کے ہاتھ میں نہیں ہوتی بلکہ دماغ میں محفوظ ہوتی ہے۔ اس لئے پہلی دفعہ جب ایک کام نہ ہو، جیسے وزن اُٹھانے کی مثال دی گئی ہے، وزن نہ اُٹھایا جا سکے تو پھر انسان دماغ کو مزید طاقت بھیجنے کے لئے کہتا ہے اور اس طاقت کے آنے پر چیز اُٹھانے میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہ قوتِ موازنہ بھی علم کے ذریعہ آتی ہے۔ خواہ اندرونی علم ہو یا بیرونی علم ہو۔ اندرونی علم سے مراد مشاہدہ اور تجربہ ہے اور بیرونی علم سے مراد باہر کی آوازیں ہیں جو کان میں پڑتی ہیں۔ جیسے باہر کے کسی حملے کی مثال دی گئی تھی۔ باہر کے حملے سے ہوشیار کرنے کے لئے باہر کی آوازیں انسان کو ہوشیار کرتی ہیں۔ لیکن یہ جو وزن اُٹھانے کی مثال دی گئی تھی، اس کے لئے قوتِ موازنہ نے خود فیصلہ کرنا ہے کہ پہلے یہ وزن نہیں اُٹھایا گیا تو اس لئے کہ تم اسے کم وزن سمجھتے تھے، اگر مثلاً دس کلو تھا تو پانچ کلو سمجھتے تھے اور تھوڑی طاقت لگائی تھی۔ اب اسے اُٹھانے کے لئے دس کلو کی طاقت لگاؤ تو اُٹھا لو گے۔ اس اصول کو اگر سامنے رکھا جائے تو جب انسان اس لائحہ عمل کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو قوتِ موازنہ یہ فیصلہ کرتی ہے کہ مجھے اپنی جدوجہد کے لئے کس قدر طاقت کی ضرورت ہے۔

بعض دفعہ صحیح علم نہ ہونے کی وجہ سے انسان اعمال کی اصلاح نہیں کر سکتا۔ اور قوتِ موازنہ عدمِ علم کی وجہ سے اُسے صحیح خبر نہیں دیتی کہ اس کی عملی اصلاح کے لئے کس قدر طاقت کی ضرورت ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 438,437 خطبہ فرمودہ 10 جولائی 1936 مطبوعہ ربوہ)

پس قوتِ موازنہ انسان کو ہوشیار کرتی ہے اور یہی ہے جو عدمِ علم کی وجہ سے اُسے غافل بھی کرتی ہے۔ قوتِ موازنہ بھی تبھی ہوگی جب کسی چیز کا علم ہو جائے۔ اگر علم ہوگا تو ہوشیار کرے گی کہ اس کو اس طرح استعمال کرو۔ علم نہیں ہوگا تو انسان وہ کام نہیں کر سکتا۔ اور پھر اسی عدمِ علم کی وجہ سے یا صحیح علم نہ ہونے کی وجہ سے انسان سے گناہ سرزد ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایک بچہ جب ایسے لوگوں میں پرورش پاتا ہے جو گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں یا مستقل ہی مرتکب رہتے ہیں، ہر وقت اُن کی مجلسوں میں یہ ذکر رہتا ہے کہ جھوٹ کے بغیر تو دنیا میں گزارہ نہیں ہو سکتا تو بچے کے ذہن میں یہ خیال آ جاتا ہے کہ اس زمانے میں جھوٹ کے بغیر کامیابی حاصل ہو ہی نہیں سکتی۔

یہاں مَیں اس بات کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں جو اسائلم لینے والے آتے ہیں، وہ پتا نہیں کیوں، اکثریت کے ذہنوں میں یہ بات راسخ ہو گئی ہے کہ لمبی کہانی بنائے بغیر اور جھوٹی کہانی بنائے بغیر ہمارے کیس پاس نہیں ہوں گے۔ حالانکہ کئی مرتبہ مَیں کہہ چکا ہوں کہ اگر مختصر اور صحیح بات کی جائے تو کیس جلدی پاس ہو جاتے ہیں۔ ایسی کئی مثالیں میرے سامنے ہیں۔ کئی لوگوں نے مجھے بتایا ہے کہ انہوں نے سچی اور مختصر سی بات کی ہے اور چند دنوں میں کیس پاس ہو گیا۔ اس کے لئے تو یہی کافی ہے کہ دماغی ٹارچر اب اُن سے برداشت نہیں ہوتا۔ جہاں ہر وقت اپنا بھی دھڑکا ہے اور اپنے بچوں کا بھی دھڑکا ہے۔ بہت ساری پریشانیاں ہیں۔ سکول نہیں جا سکتے، سکولوں میں تنگ کئے جاتے ہیں تو اس طرح کی بہت ساری چیزیں ہیں۔ اسی بات پر اکثریت جو کیس ہیں وہ پاس ہو جاتے ہیں۔ پس سچائی پر قائم رہنا چاہئے اور پھر خدا تعالیٰ پر توکّل بھی کرنا چاہئے۔ یہ جھوٹی کہانیاں جب بچوں کے سامنے ذکر ہوں کہ ہم نے جج کو یہ کہانی سنائی اور وہ سنائی تو پھر بچے بھی یہی سمجھتے ہیں کہ جھوٹ بولنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ اگر جھوٹ نہ بولتے تو شاید ہمارا کیس پاس نہ ہوتا یا ہمیں فائدہ نہ پہنچ سکتا۔ یہ تصور پیدا ہو جاتا ہے کہ جھوٹ ہی ہے جو تمام ترقیات کی چابی ہے۔ یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ آجکل بھلا کون ہے جو سچ بولتا ہے۔ تو یہ سب باتیں بچوں کے ذہنوں میں اپنے بڑوں کی باتیں سن کر پیدا ہوتی ہیں۔ اور پھر اُن کا علم یہیں محدود ہو جاتا ہے کہ جھوٹ بولنا ایسی بُری بات نہیں ہے۔ اور نتیجہ کیا ہوگا پھر؟ نتیجہ ظاہر ہے کہ بڑے ہو کر جہاں جہاں بھی ایسے بچے کو جھوٹ بولنے کا موقع ملے گا وہ اپنی قوتِ موازنہ سے فیصلہ چاہے گا تو قوتِ موازنہ اُسے فوراً یہ فیصلہ دے دے گی کہ خطرہ زیادہ ہے، جھوٹ بول لو، اس میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح غیبت ہے۔ اگر بچہ اپنے اردگرد غیبت کرتے دیکھتا ہے کہ تمام لوگ ہی غیبت کر رہے ہیں تو بڑا ہو کر اُس کے سامنے جب غیبت کا موقع آتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ اگر میں نے غیبت کی تو مجھے فائدہ پہنچے گا تو قوتِ موازنہ اُسے کہتی ہے، تمہارے اردگرد تمام غیبت کرتے ہیں اگر تم غیبت کر لو تو کیا حرج ہے۔ گویا گناہ تو ہے لیکن اتنا بڑا گناہ نہیں۔ اس بارے میں گزشتہ ایک خطبہ میں بات ہو چکی ہے کہ اصلاحِ اعمال میں ایک بہت بڑی روک یہ ہے کہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ بعض گناہ بڑے ہیں اور بعض چھوٹے گناہ ہیں اور ان کو کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور پھر ان گناہوں کو جب ایک دفعہ انسان کر لے تو چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہاں انسان میں قوتِ موازنہ تو موجود ہوتی ہے مگر اس غلط علم کی وجہ سے جو اُسے ماحول نے دیا ہے، وہ انسان کو اتنی طاقت نہیں دیتی جس طاقت کے ذریعہ سے وہ گناہوں پر غالب آ سکے۔ جیسے کہ وزن اُٹھانے کی مثال بیان کی گئی تھی۔ کمزور طاقت ایک وزن کو اُٹھا نہ سکی لیکن جب دماغ نے زیادہ وزن اُٹھانے کی طاقت بھیجی تو وہی ہاتھ اُس زیادہ وزن کو اُٹھانے کے قابل ہو گیا۔ لیکن اگر انسان کی قوتِ موازنہ یہ حکم دماغ کو نہ بھیجتی تو وہ وزن نہ اُٹھا سکتا۔ اسی طرح گناہوں کو مٹانے میں بھی یہی اصول ہے۔ گناہوں کو مٹانے کی طاقت انسان میں ہوتی ہے لیکن جب گناہ سامنے آتا ہے اور قوتِ موازنہ یہ کہہ دیتی ہے کہ اس گناہ میں حرج کیا ہے کہ چھوٹا سا، معمولی سا تو گناہ ہے جب کہ اس کے کرنے سے فائدہ زیادہ حاصل ہوگا تو دماغ پھر گناہ کو مٹانے کی طاقت نہیں بھیجتا۔ وہ حس مر جاتی ہے یا ہم کہہ سکتے ہیں کہ قوتِ ارادی ختم ہو جاتی ہے اور گناہ سرزد ہو جاتا ہے۔ گویا اصلاحِ اعمال کے لئے تین چیزوں کی مضبوطی کی ضرورت ہے۔ ایک قوتِ ارادی کی مضبوطی کی ضرورت ہے، ایک علم کی زیادتی کی ضرورت ہے اور ایک قوتِ عملیہ میں طاقت کا پیدا کرنا، یہ بھی ضروری ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ علم کی زیادتی درحقیقت قوتِ ارادی کا حصہ ہوتی ہے کیونکہ علم کی زیادتی کے ساتھ قوتِ ارادی بڑھتی ہے۔ یا کہہ سکتے ہیں کہ وہ عمل کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہے۔ ان سب باتوں کا خلاصہ یہ بنے گا کہ عملی اصلاح کے لئے ہمیں تین چیزوں کی ضرورت ہے، پہلے قوتِ ارادی کی طاقت کہ وہ بڑے بڑے کام کرنے کی اہل ہو۔ علم کی زیادتی کہ ہماری قوتِ ارادی اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتی رہے کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط ہے اور صحیح کی تائید کرنی ہے اور اُس پر عمل کرنے کے لئے پورا زور لگانا ہے۔ غفلت میں رہ کر انسان مواقع نہ گنوا دے۔ تیسرے قوتِ عملیہ کی طاقت کہ ہمارے اعضاء ہمارے ارادے کے تابع چلیں۔ بد ارادوں کے نہیں، نیک ارادوں کے اور اُس کا حکم ماننے سے انکار نہ کریں۔

یہ باتیں گناہوں سے نکالنے اور اعمال کی اصلاح کا بنیادی ذریعہ ہیں۔ اپنی قوتِ ارادی کو ہمیں اُس زبردست افسر کی طرح بنانا ہوگا جو اپنے حکم کو اپنی طاقت اور قوت اور اصولوں کے مطابق منواتا ہے اور کسی مصلحت کو اپنے اوپر غالب نہیں آنے دیتا۔ ہمیں چھوٹے بڑے گناہوں کی اپنی من مانی تعریفیں بنا کر اپنے اوپر غالب آنے سے روکنا ہوگا۔ صحیح علم ہمیں اُن ناکامیوں سے محفوظ رکھے گا جو قوتِ موازنہ کی غلطیوں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں جس کی مثال میں دے چکا ہوں کہ حس مر جاتی ہے۔ چھوٹے اور بڑے گناہوں کے چکر میں انسان رہتا ہے اور پھر اصلاح کا موقع ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ اور بعض دفعہ یوں بھی ہوتا ہے کہ عدمِ علم کی وجہ سے قوتِ ارادی فیصلہ ہی نہیں کر سکتی کہ اُسے کیا کرنا ہے یا کیا کرنا چاہئے۔ اسی طرح جب قوتِ عملیہ مضبوط ہوگی تو وہ قوتِ ارادی کے ادنیٰ سے ادنیٰ اشارے کو بھی قبول کر لے گی۔

حضرت مصلح موعود نے ایک نکتہ یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ یہاں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ قوتِ عملیہ کی کمزوری دو طرح کی ہوتی ہے۔ حقیقی اور غیر حقیقی۔ غیر حقیقی تو یہ ہے کہ قوت تو موجود ہو لیکن عادت وغیرہ کی وجہ سے زنگ لگ چکا ہو اور حقیقی یہ ہے کہ ایک لمبے عرصے کے عدمِ استعمال کی وجہ سے وہ مردہ کی طرح ہو گئی ہو اور اُسے بیرونی مدد اور سہارے کی ضرورت پیدا ہو گئی ہو۔ غیر حقیقی مثال ایسے شخص کی ہے جسے طاقت تو یہ ہو کہ مَن بوجھ اُٹھا سکے، چالیس کلو وزن اُٹھا سکے لیکن کام کرنے کی عادت نہ ہونے کی وجہ سے جب اُسے بوجھ اُٹھانے کا کہو تو اُسے گھبراہٹ چھڑ جاتی ہے، پریشانی شروع ہو جاتی ہے۔ ایسا شخص اگر اپنی طبیعت پر دباؤ ڈالے گا تو پھر بوجھ اُٹھانے کے قابل ہو جائے گا اور اُس میں کامیابی حاصل ہو جائے گی۔ اور حقیقی کی مثال یہ ہے کہ دیر تک کام نہ کرنے کی وجہ سے انسان میں کام کرنے کی طاقت ہی باقی نہیں رہتی اور اُس میں دس بیس سیر سے یا کلو سے زیادہ وزن اُٹھانے کی طاقت نہیں رہتی۔ تو ایسے شخص کو زائد وزن اُٹھوانے کے لئے مددگار دینا ہوگا۔ اُس کی اصلاح کے لئے اُس کی قوتِ ارادی کو بڑھانے کے لئے اور اُس کی قوتِ عملی کو بڑھانے کے لئے پھر کچھ اور طریقے اختیار کرنے ہوں گے۔ غرض جب طاقت کا خزانہ موجود نہ ہو تو اُس وقت بیرونی ذرائع استعمال کرنے پڑتے ہیں تا کہ کام کو پورا کیا جا سکے۔ یہی حال اعمال کی اصلاح کا ہے اور مختلف لوگوں کے لئے مختلف علاجوں کی ضرورت ہے۔ ایک ہی علاج ہر ایک کے لئے نہیں ہے۔ بعض کے لئے قوتِ ارادی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ بعض کے لئے قوتِ عملی پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور بعض کے لئے اس صورت میں جبکہ بوجھ زیادہ ہو، اُن کی طاقت اور برداشت سے باہر ہو، بیرونی مدد کی ضرورت ہے۔

ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 441 خطبہ فرمودہ 10 جولائی 1936 مطبوعہ ربوہ)

اُس وقت معاشرے کو اپنا کردار ادا کرنا پڑتا ہے، جماعت کو اپنا کردار ادا کرنا پڑتا ہے، ذیلی تنظیموں کو

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

ارشادِ نبوی ﷺ
اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُالدِّیْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگولین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222 , 2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

اپنا کردار ادا کرنا پڑتا ہے۔ پس ہمیں اپنی عملی اصلاح کے لئے ان باتوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے، ان باتوں کو پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنی قوتِ ارادی کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے، قوتِ عملی کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے تا کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنے والے ہوں اور ہماری جو صلاحیتیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے جو طاقتیں ہمیں دی ہیں وہ زنگ لگ کے ختم نہ ہو جائیں۔ اس کی مزید وضاحت انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ مَیں کروں گا۔ آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات پیش کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ سے اصلاح چاہنا اور اپنی قوت خرچ کرنا یہی ایمان کا طریق ہے۔''

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 92۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس اللہ تعالیٰ سے اصلاح چاہنا، اپنی قوتِ ارادی کو دعا کے ذریعہ سے مضبوط کرنا ہے اور قوت کا خرچ کرنا، قوتِ ارادی اور قوتِ عملی کا اظہار ہے۔ جب یہ اظہار اعلیٰ درجہ کا ہو جائے تو یہی ایمان ہے اور پھر بندہ ہر کام خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے کرتا ہے اُس کی رضا کے حصول کی طرف توجہ رہتی ہے۔

پھر آپ نے ایک جگہ فرمایا: ''تم صرف اپنا عملی نمونہ دکھاؤ اور اس میں ایک ایسی چمک ہو کہ دوسرے اُس کو قبول کرلیں۔''

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 116۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

کیونکہ جب تک اس میں چمک نہ ہو، کوئی اس کو قبول نہیں کرتا۔ جب تک تمہاری اندرونی حالت میں صفائی اور چمک نہ ہوگی، کوئی خریدار نہیں ہوسکتا۔ جب تک تمہارے اخلاق اعلیٰ درجہ کے نہ ہوں، کسی مقام تک نہیں پہنچ سکو گے۔

پس عملی حالتوں کی درستی کے لئے بہت محنت اور مسلسل نظر رکھنے کی ضرورت ہے تا کہ ہر احمدی اپنے احمدی ہونے کے مقصد کو پورا کر سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ہم اپنے آپ کو حقیقی مسلمان بنا سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ نمازوں کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب ایم اے کلکتہ انڈیا کا ہے۔ 3/جنوری 2014ء کو تقریباً 80 سال کی عمر میں قادیان میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

آپ گزشتہ ایک سال سے بیمار تھے۔ جاپان بھی آپ کے بیٹے علاج کی غرض سے لے گئے۔ وہاں سے کچھ بہتر ہوئے تھے۔ آجکل اپنی بیٹی کے پاس قادیان تھے۔ آپ کو 1965ء میں بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شمولیت کی سعادت ملی۔ اس کے بعد یہ زندگی کے آخری لمحے تک دیوانہ وار دعوت الی اللہ میں مصروف رہے ہیں۔ ان کا 48 سالہ دینی خدمات کا دور ہے اور آپ کو سیکرٹری تبلیغ، قائد خدام الاحمدیہ، ناظم انصار اللہ بنگال، نائب امیر اور امیر کلکتہ، پھر لمبا عرصہ صوبائی امیر بنگال اور آسام کی حیثیت سے خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ اسی طرح نیپال کے تبلیغی امور کے نگران اور انجمن وقفِ جدید قادیان کے ممبر رہے۔ بنگالی زبان میں رسالہ ''البشریٰ'' بڑی محنت سے شائع کرتے اور لوگوں کو پوسٹ بھی خود ہی کرتے تھے۔ مکرم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان انعام غوری صاحب کہتے ہیں کہ میں نے آپ کے ساتھ بنگال و آسام کے متعدد سفر کئے۔ پُرخطر ماحول میں بھی جلسے اور تقاریر کرنے سے باز نہیں رہتے تھے۔ کہتے ہیں تین مرتبہ تو خاکسار کے ساتھ نہایت مخدوش حالات میں سے بحفاظت نکلنے کا اللہ تعالیٰ نے سامان فرمایا۔ گاڑی اور سامان وغیرہ کو تو نقصان پہنچا لیکن ممبران محفوظ رہے۔ بے دھڑک ہو کے ہر خطرے کی جگہ پر لے جایا کرتے تھے۔ موصوف کے ساتھ دورہ کرتے ہوئے ہر علاقے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے تائید و نصرت کے نشانات کا تذکرہ جاری رہتا۔ بنگال و آسام میں متعدد جماعتیں مرحوم کے دور میں قائم ہوئیں۔ نہایت دلیر اور متوکل اور درویش صفت انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ قادیان میں ان کی تدفین ہوئی ہے۔ ان کے پسماندگان میں تین بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں۔ ایک بیٹے تو عصمت اللہ صاحب ہیں جو جلسہ سالانہ میں نظمیں وغیرہ پڑھتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کا ہر فرد تقریباً جانتا ہی ہوگا۔ ایم ٹی اے پر بھی ان کی نظمیں آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں پر قدم مارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

❁❁❁

قرارداد تعزیت بروفات محترم صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب

منجانب: لجنہ اماء اللہ بھارت

محترم صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب مورخہ 17 فروری بوقت ساڑھے نو بجے طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ربوہ میں 82 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ مورخہ 21 فروری 2014 میں آپ کے اوصاف حمیدہ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

''24/مارچ 1932ء کو پیدا ہوئے تھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تمام بیٹوں کی طرح آپ کو بھی بچپن میں وقف کیا ہوا تھا اور اس لحاظ سے آپ کی تربیت اور تعلیم کے مراحل طے کرائے گئے تھے۔ آپ نے مدرسہ احمدیہ اور جامعۃ المبشرین قادیان میں دینی تعلیم حاصل کی۔ میٹرک پرائیویٹ پاس کیا۔ 1958ء میں بی۔ اے پاس کیا۔ لاہور لاء کالج سے 1962ء میں اس شرط پر ایل ایل بی کیا کہ اس کی پریکٹس نہیں کرنی۔ 1962ء میں آپ خدماتِ سلسلہ کے لئے بیرونِ ملک تشریف لے گئے۔ 1962ء سے 1969ء تک بطور پرنسپل سیکنڈری سکول سیرالیون میں خدمت کی توفیق پائی۔ علمی شخصیت کے مالک تھے۔ بیس سال کی محنت و تحقیق کے بعد قرآنِ کریم کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر و تفسیر کے بحر بے کراں کا احاطہ کرتے ہوئے قیمتی ارشادات اور اردو، فارسی اور عربی اشعار کا چناؤ اور الہام اکٹھے کر کے ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم فہم قرآن'' کے نام سے ایک بڑی اچھی اور ضخیم کتاب مرتب کی جو 2004ء میں شائع ہوئی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی، فارسی اور اردو ادب پر مشتمل اشعار کی دوسری کتاب بھی 'ادب المسیح' کے نام سے شائع کی۔ یہ بھی ایک بڑا اچھا شاہکار ہے۔ ان کی شادی 1959ء میں مکرم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ماموں تھے، اُن کی بیٹی طاہرہ بیگم صاحبہ سے ہوئی۔ اور ان کے چار بچے تھے۔ ایک عزیزم مرزا سلیمان احمد، یہ امریکہ میں ہیں۔ اور تین بیٹیاں ہیں۔ امۃ المومن حنا جو ڈاکٹر خالد تسلیم احمد صاحب ربوہ میں ہیں، اُن کی اہلیہ اور ایک مینا مبارکہ، مرزا احسن احمد کی اہلیہ اور عبدالسمیع فرخ احمد خان کی اہلیہ ہیں۔

سیرالیون میں ایک عرصہ رہے ہیں۔ آپ کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ بو (Bo) شہر میں پہلی مرتبہ جماعت کے کسی سکول میں سائنس بلاک کا قیام عمل میں آیا۔ تو آپ کی اہلیہ کہتی ہیں بہت محنت اور توجہ سے سارا سارا دن کھڑے ہو کر اس بلاک کی تعمیر کروایا کرتے تھے۔ قمر سلیمان صاحب سیرالیون دورے پر گئے تھے تو کہتے ہیں سیرالیون کے لوگ ابھی تک صاحبزادہ صاحب کو بہت زیادہ یاد کرتے ہیں۔ یتیموں کی پرورش کا بھی خیال کرتے تھے۔ خاموشی سے اُن کی مدد کرتے رہتے تھے۔ اپنے دوستوں کا بہت خیال رکھتے تھے۔ دوستی خوب نبھاتے تھے۔ اپنے ایک بہت قریبی اور ہردلعزیز دوست کی وفات کے بعد جس کی اولاد جو ابھی چھوٹی تھی، اُن کا بڑا خیال رکھا، اُن کی شادیاں کروائیں اور دوستی کے رشتے کو انہوں نے بڑا نبھایا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سب سے زیادہ فارسی زبان پر آپ کو عبور حاصل تھا۔ فارسی بڑی اچھی ان کو آتی تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا بڑا گہرا مطالعہ تھا۔ اور اسی کی وجہ ہے کہ آپ نے جو تعلیم فہم القرآن کتاب لکھی ہے، یہ لکھی ہی نہیں جاسکتی جب تک اُس میں اچھی طرح مطالعہ نہ ہو۔ بہرحال آپ کی اہلیہ نے بتایا کہ انہوں نے خود مجھے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض کتب یا شاید ساری کتب بیس پچیس مرتبہ انہوں نے پڑھیں۔ قادیان سے بھی بڑی غیر معمولی محبت تھی۔''

آپ کی وفات پر ہم جملہ ممبرات لجنہ اماء اللہ بھارت پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور افراد خاندان کی خدمت میں دلی اظہار تعزیت پیش کرتی ہیں اور دُعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔

❁❁❁

Prop. Md. Mustafa Late Abdul Qadeer Laadji Yadgir (K.A)
09845924940, 09986253320

BHARAT BATTERIES
SHAHPUR-KARNATAKA
Mfrs of: BHARAT BATTERY & BHARAT PLATES
Spl: In: All kinds of Batteries
Opp. Bajaj Show Room, B.B.ROAD, Shahpur- 585 233, Yadgir, Karnataka

كلام الامام

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''انسان اصل میں اُنسان سے ہے یعنی دو محبتوں کا مجموعہ ہے۔ ایک اُنس وہ خدا سے کرتا ہے دوسرا اُنس انسان سے۔'' (ملفوظات جلد سوم صفحہ ٦)

طالب دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیما پوری۔ صدر و ضلعی امیر جماعت احمدیہ گلبرگہ، کرناٹک

ZUBER ENGINEERING WORK
زبیر احمد شحنہ (الیس اللہ بِکافٍ عبدہ)
Body Building
All Types of Welding and Grill Works

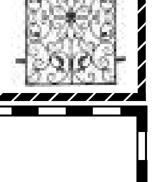
Cell: 09886083030, 09480943021
HK Road- YADGIR-585201
Distt. Gulbarga (KARNATKA)

M/S ALLIA
EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

بقیہ از صفحہ نمبر ۲ منصف کے جواب میں

یہ کپڑا میں نے خدا کی خاطر پہنا ہے۔ خلقت کی خاطر اس کو بدلنا نہیں چاہتا۔‘‘

(تذکرۃ الاولیا اردو صفحہ ۱۴۰)

افسوس کہ معترض کے اعتراض سے امت کے اولیاء بھی نہ بچ سکے۔ حضرت مسیح موعودؑ بھی کمال انقطاع الی اللہ اور اپنے مفوضہ فرائض کی انجام دہی میں اس قدر مستغرق تھے کہ آپؑ کو دنیا و مافیہا کی خبر ہی نہ تھی۔ وہی سادگی معصومیت اور محویت آپؑ میں بھی نظر آتی ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپؐ کے صحابہؓ اور اولیاء امت میں پائی جاتی تھی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ سیرت المہدی میں حضرت مسیح موعودؑ کے حُلیے اور عادات و اخلاق کے متعلق ڈاکٹر میر محمد اسمعیل صاحب کی ایک دلچسپ روایت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

تمام حلیہ کا خلاصہ ایک فقرہ میں یہ ہوسکتا ہے کہ ’’آپ مردانہ حسن کے اعلیٰ نمونہ تھے‘‘

مگر یہ فقرہ بالکل نامکمل رہے گا اگر اس کے ساتھ دوسرا یہ نہ ہو کہ ’’یہ حسن انسانی ایک روحانی چمک دمک اور انوار اپنے ساتھ لئے ہوئے تھا۔‘‘

اور جس طرح آپؑ جمالی رنگ میں امت کیلئے مبعوث ہوئے تھے اسی طرح آپؑ کا جمال بھی خدا کی قدرت کا نمونہ تھا اور دیکھنے والے کے دل کو اپنی طرف کھینچتا تھا۔ آپؑ کے چہرہ پر نورانیت کے ساتھ رعونت، ہیبت اور استکبار نہ تھے بلکہ فروتنی، خاکساری اور محبت کی آمیزش موجود تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ کا واقعہ میں بیان کرتا ہوں کہ جب حضرت اقدسؑ چولہ صاحب کو دیکھنے ڈیرہ بابا نانک تشریف لے گئے تو وہاں پہنچ کر ایک درخت کے نیچے سایہ میں کپڑا بچھا دیا گیا اور سب لوگ بیٹھ گئے۔ آس پاس کے دیہات اور خاص قصبہ کے لوگوں نے حضرت صاحبؑ کی آمد سن کر ملاقات اور مصافحہ کیلئے آنا شروع کیا اور جو شخص آتا مولوی سید محمد احسن صاحب کی طرف آتا اور ان کو حضرت اقدس سمجھ کر مصافحہ کرکے بیٹھ جاتا۔ غرض کچھ دیر تک لوگوں پر یہ امر نہ کھلا، جب تک خود مولوی صاحب موصوف نے اشارہ سے اور یہ کہہ کر لوگوں کو ادھر متوجہ نہ کیا کہ ’’حضرت صاحب یہ ہیں‘‘ بعینہ ایسا واقعہ ہجرت کے وقت نبی کریمؐ کو مدینہ میں پیش آیا تھا۔ وہاں بھی لوگ حضرت ابوبکرؓ کو رسولِ خدا سمجھ کر مصافحہ کرتے رہے جب تک کہ انہوں نے آپؐ پر چادر سے سایہ کرکے لوگوں کو ان کی غلطی سے آگاہ نہ کردیا۔‘‘

(سیرت المہدی جلد اول حصہ دوم صفحہ ۴۱۰۔۴۱۱)

یہ تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سادگی اور استغراق کا عالم لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ نعوذ باللہ من ذلک بدھو تھے یا بدھو پن کا مظاہرہ کرتے تھے بلکہ یہ وہ معصومانہ اور ہر قسم کے تصنع سے پاک سادگی تھی جو انبیاء علیہم السلام کا زیور ہے جو بطور خاص آپؑ کو عطا ہوئی تھی۔ نام و نمود، دکھاوا ریا کاری سے آپؑ کوسوں دور تھے۔ آپؑ کے اس اعلیٰ خلق کا غیروں نے بھی اعتراف کیا۔ دراصل ان لوگوں نے اپنے خدا داد نور بصیرت سے آپؑ کی سادگی اور محویت فی اللہ کو پہچانا۔ جن لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کیا انہوں نے اسی سادگی اور معصومیت پر فدا ہوکر آپؑ کو قبول کیا۔ اصل جیتے جاگتے انسان اور اس کی تصویر میں بہت فرق ہوتا ہے لیکن ہم تمام معاندین احمدیت کو کھلی دعوت دیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر سچائی کے طالب بن کر ایک بار صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر پر ہی نگاہ ڈالیں اور پھر اس خدائے عالم الغیب کی قسم کھا کر بتائیں جو دلوں کے پوشیدہ بھیدوں کو جانتا ہے کہ آپ کی آنکھوں سے دل کو کیا پیغام ملا۔ ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر طالب صادق بن کر آؤ گے تو سیدنا و امامنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رخ انور سے ظاہر ہونے والے سچائی کے نور سے آپ کی روحانی نابینائی دور ہو جائے گی۔ اور دل پکار اُٹھے گا کہ یہ چہرہ بناوٹی نہیں یہ بُشرہ ہر قسم کے تصنع سے پاک ہے۔ چہرہ اس قدر حسین و پرنور ہے تو دل کس قدر روشن ہوگا!

ہزاروں بلکہ لاکھوں حق کے طالبوں نے اس سچائی کے نور کو بچشم خود مشاہدہ کیا اور خدا سے آپؑ کی سچائی کا عرفان حاصل کیا۔ بے شمار ایسے تھے کہ چہرہ دیکھتے ہی پکار اُٹھے کہ یہ منہ جھوٹے کا نہیں ہوسکتا۔

حضرت مولانا نورالدین کا صدیقی ایمان :

حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ جن کے بارے میں سر سید احمد خان نے لکھا تھا کہ:

’’جاہل جب پڑھ کر ترقی کرتا ہے تو پڑھا لکھا کہلاتا ہے مگر جب اور ترقی کرتا ہے تو فلسفی بننے لگتا ہے۔ پھر ترقی کرے تو اُسے صُوفی بننا پڑتا ہے جب یہ ترقی کرے تو کیا بنتا ہے۔ سو اس کا جواب اپنے مذاق کے موافق عرض کرتا ہوں کہ جب صوفی ترقی کرتا ہے تو مولانا نورالدین ہوجاتا ہے۔‘‘

(الحکم ۱۴/۱۴پریل ۱۹۳۴)

ہاں وہی نورالدین الصدیق کہ جب اُس تک مہدی دوراں کا پیغام پہنچا تو اُس نے اپنے نور یقین سے امام وقت کی صداقت کا اقرار کرلیا اور اس کی زیارت کی تمنا اس کے دل میں چٹکیاں لینے لگی اور وہ تمام کاج چھوڑ چھاڑ کر افتاں وخیزاں قادیان پہنچا۔

آپؓ اُس زیارت مسیح دوراں کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچتے ہیں:۔

’’میں جب پہلے پہل قادیان میں آیا، تو یکہ بان نے مجھے مرزا امام دین کی طرف رہنمائی کی کہ یہی مرزا صاحب ہیں۔ اس کو دیکھتے ہی میرے قلب پر کچھ ایسا انقباض طاری ہوا کہ میں نے کہا کہ اگر یہ مرزا صاحب ہیں تو تم ٹھہرو۔ میں ابھی واپس جاؤں گا۔ وہاں میں بیٹھ گیا، مگر بادل نخواستہ۔ اس (امام دین) نے خود ہی کہا کہ آپ مرزا صاحب کو ملنا چاہتے ہیں۔ اس وقت میری جان میں جان آئی اور میں نے خدا کا شکر کیا۔ (کہ میرا مطلوب مرزا یہ نہیں کوئی اور ہے۔ ناقل) ایک آدمی میرے ساتھ گیا۔ اور میں آپ کے مکان پر پہنچا۔ معلوم ہوا کہ آپ عصر کے وقت مل سکیں گے۔ چنانچہ آپ اس وقت سیڑھیوں سے اُترے تو میں نے دیکھتے ہی دل میں کہا کہ بس یہی مرزا ہے اور اس پر میں سارا ہی قربان ہوجاؤں (واپسی پر) آپؑ دُور تک میرے ساتھ چلے گئے اور مجھے یہ بھی فرمایا کہ امید ہے کہ آپ جلد واپس آجائیں گے۔ حالانکہ میں ملازم تھا اور بیعت وغیرہ کا سلسلہ بھی نہیں تھا۔ چنانچہ پھر میں آگیا اور ایسا آیا کہ یہیں کا ہو رہا۔ مومن میں ایک فراست ہوتی ہے۔‘‘ (الحکم ۷ فروری ۱۹۱۰ صفحہ ۷)

اسی مومنانہ فراست کی بدولت اس باکمال انسان نے خدا کے مسیح کو دیکھتے ہی حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرح اپنا دل، اپنا مال، اپنی عزت اپنی دولت غرض سبھی کچھ امام وقت کی نذر کردیا۔

مولوی حسن علی صاحب مسلم مشنری کی گواہی :

آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اسلامی خدمات اور نیک نامی کا شہرہ سنا اور ملاقات کی غرض سے 1887ء میں قادیان آئے اور جس قدر آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کا شہرہ سنا تھا اُس کے کہیں بڑھ کر آپؑ کو اخلاق فاضلہ پر فائز پایا۔ آپؑ کے پاکیزہ اخلاق اور اسلامی خدمات اور آپؑ سے ملاقات کا ذکر کرکے آپ لکھتے ہیں:

’’غرض میں مرزا صاحب سے رخصت ہوا۔ چلتے وقت انہوں نے کمترین کو براہین احمدیہ اور سُرمہ چشم آریہ کی ایک ایک جلد عنایت کی۔ انہیں میں نے پڑھا۔ ان کے پڑھنے سے مجھ کو معلوم ہوا کہ جناب مرزا صاحب بہت بڑے رتبے کے مصنف ہیں۔ خاص کر براہین احمدیہ میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر دیکھ کر مجھ کو کمال درجہ کی حیرت مرزا صاحب کی ذہانت پر ہوئی۔ الہامات جو میں نے براہین احمدیہ میں دیکھے، اُن پر مجھ کو یقین نہ ہوا۔ لیکن چونکہ میں مرزا صاحب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا۔ میرے دل میں کسی وقت یہ خیال نہیں آیا کہ معاذ اللہ مرزا صاحب نے لوگوں کو دھوکا دینا چاہا ہے بلکہ خیال بدآیا اگر تو یہ آیا کہ خود حضرت مرزا صاحب کو دھوکا ہوگیا ہے لیکن چونکہ (جیسا کہ میں سابق میں بیان کرچکا ہوں) میرے خیال میں اس صدی کے مجدد کا ایک نقشہ تھا اور اس نقشے کے مطابق مرزا صاحب میں کئی باتیں نہیں پاتا تھا۔ اس لئے میرا خیال یہ نہیں ہوا کہ وہ اس صدی کے مجدد ہیں۔‘‘

(تائید حق بحوالہ تاثرات قادیان صفحہ ۷۵۔۷۶)

یہی مولوی حسن علی صاحب ہیں جنہیں ۱۸۹۴ء میں دوبارہ قادیان آنے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی شخصیت سے متاثر ہوکر انہوں نے لکھا:

غرض تاریخ ۲ جنوری ۱۸۹۴ء کو قادیان پہنچا۔ جناب مرزا غلام احمدؐ صاحب رئیس قادیان نے حسب دستور ہم سے ملاقات فرمائی۔ میرے اور سیٹھ صاحب کے قیامگاہ کا بندوبست کیا اور نہایت محبت و اخلاق سے باتیں کیں۔ اس پہلی ملاقات ہی میں نگاہ دوچار ہوتے ہی ہمارے پیارے دوست جناب عبد الرحمن سیٹھ صاحب تو اُس امام الوقت کے ہزار جان سے عاشق ہوگئے۔ مجھ سے سیٹھ صاحب نے پوچھا کہو جناب مرزا صاحب کو کیسا پاتے ہو۔ میں کیا جواب دیتا۔ میرے تو ہوش دنگ ہوگئے تھے۔ ۱۸۸۷ء میں جب مرزا صاحب کو دیکھا تھا وہ نہ تھے۔ آواز و نقشہ تو وہی تھا لیکن کل بات ہی بدلی ہوئی تھی۔ اللہ اللہ سر سے پا تک ایک نور کے پتلے نظر آتے تھے۔ جو لوگ مخلص ہوتے ہیں اور اخیر رات اُٹھ کر اللہ کی جناب میں رویا دھویا کرتے ہیں، اُن کے چہروں کو بھی اللہ اپنے نور سے رنگ دیتا ہے۔ اور جن کو کچھ بھی بصیرت ہے وہ اُس نور کو دیکھ لیتے ہیں۔ لیکن حضرت مرزا صاحب کو تو اللہ نے سر سے پاؤں تک محبوبیت کا لباس اپنے ہاتھوں سے پہنایا تھا۔ تیرہ دن قادیان شریف میں رہا۔ حضرت کی بے مثل تصانیف کے دیکھنے کا مجھ کو یہاں اچھا موقعہ ملا۔

حضرت کی تصانیف کو دیکھ کر مجھ کو یہ معلوم ہوا کہ جس مجدد زمان کی مجھ کو تلاش تھی، درحقیقت علم الٰہی میں وہ جناب حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحب ہی تھے۔ اللہ نے حضرت ہی کو اس موجودہ زمانے کے فتن کے مقابلے میں غلبۂ اسلام ظاہر کرنے کیلئے پیدا کیا تھا۔‘‘

(تائید حق بحوالہ تاثرات قادیان صفحہ ۷۹۔۸۰)

مولانا ابوالنصر آہ کے تاثرات :

مولانا ابوالنصر آہ برادر مولانا ابوالکلام آزاد مئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَسِّعْ مَكَانَكَ

الہام حضرت مسیح موعودؑ

Own your Plot/ Home in Qadian Darul Aman

ALLADIN BUILDERS

Please contact for quality construction works in Qadian

Khalid Ahmad Alladin

#67, WHITE AVENUE, QADIAN, PUNJAB 143516 INDIA

Phones: +91 7837211800, +91 8712890678

Email: khalid@alladinbuilders.com, Please visit us at : www.alladinbuilders.com

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسخہ

ملنے کا پتہ: دُکان چوہدری بدرالدین عامل صاحب درویش مرحوم

احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

سرمہ نور۔ کاجل۔ حبّ اٹھرہ (شادی کے بعد اولاد سے محروم کیلئے) زدجام عشق (اعصابی کمزوری وشوگر کیلئے) رابطہ کریں۔

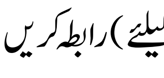

رابطہ: عبدالقدوس نیاز

098154-09445

1905ء میں قادیان آئے اور حضرت مسیح موعودؑ سے ملاقات کی۔ آپؓ اپنے اخبار وکیل امرتسر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شخصیت کے متعلق لکھتے ہیں:

''مرزا صاحب کی صورت نہایت شاندار ہے جس کا اثر بہت قوی ہوتا ہے۔ آنکھوں میں ایک خاص قسم کی چمک اور کیفیت ہے اور باتوں میں ملائمت ہے۔ طبیعت منکسر مگر حکومت خیز، مزاج ٹھنڈا مگر دلوں کو گرما دینے والا۔ بردباری کی شان نے انکساری کی کیفیت میں اعتدال پیدا کر دیا ہے گفتگو ہمیشہ اس نرمی سے کرتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا متبسم ہیں۔''

(بحوالہ البدر ۲۵ مئی ۱۹۰۵)

حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کا فیصلہ کن بیان :

حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ اپنے ایک مضمون میں جو الحق دہلی میں مورخہ 26-19 جولائی 1914ء میں چھپا تھا، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شمائل کے متعلق لکھتے ہیں:

''آپ کا رنگ گندمی اور نہایت اعلیٰ درجہ کا گندمی تھا یعنی اس میں ایک نورانیت اور سرخی جھلک مارتی تھی اور یہ چمک جو آپ کے چہرہ کے ساتھ وابستہ تھی عارضی نہ تھی بلکہ دائمی۔ کبھی کسی صدمہ، رنج، ابتلا، مقدمات اور مصائب کے وقت آپ کا رنگ زرد ہوتے نہیں دیکھا گیا اور ہمیشہ چہرہ مبارک کندن کی طرح دمکتا رہتا تھا۔ کسی مصیبت اور تکلیف نے اس چمک کو دور نہیں کیا۔ علاوہ اس چمک اور نور کے آپ کے چہرہ پر ایک بشاشت اور تبسم ہمیشہ رہتا تھا اور دیکھنے والے کہتے تھے کہ اگر یہ شخص مفتری ہے اور دل میں اپنے تئیں جھوٹا جانتا ہے تو اس کے چہرہ پر یہ بشاشت اور خوشی اور فتح اور طمانیت قلب کے آثار کیونکر ہو سکتے ہیں۔ یہ نیک ظاہر کسی بد باطن کے ساتھ وابستہ نہیں رہ سکتا۔ اور ایمان کا نور بدکار کے چہرہ پر درخشندہ نہیں ہو سکتا۔''

(بحوالہ سیرت المہدی جلد اول حصہ دوم صفحہ 411)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کامیاب ہونے والوں یعنی جنتیوں کی یہ نشانی بتائی ہے کہ: يَّوۡمَ تَبۡيَضُّ وُجُوۡهٌ (اٰل عمران 107)

اس دن بعض چہرے سفید یعنی روشن اور چمکدار ہوں گے۔ اسی مفہوم کی ایک اور آیت سورۃ الحدید میں ہے کہ اس دن (یعنی قیامت کے دن) مومن مردوں اور عورتوں کا نور ان کے آگے آگے اور ان کے دائیں طرف تیزی سے چل رہا ہوگا۔ (آیت 13)

اور دوزخیوں کے متعلق فرمایا کہ وَّتَسۡوَدُّ وُجُوۡهٌ (اٰل عمران 107) یعنی اس دن بعض چہرے سیاہ ہوں گے۔ یعنی اپنے گناہوں کے سبب مواخذہ کے ڈر سے ان کو دھڑکا لگا ہوا ہوگا کہ اب ہمیں ہمارے گناہوں کے سبب سزا ملے گی۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ گناہ کرتے وقت خواہ وہ پکڑا جائے یا نہ اس کے دل میں ایک دھڑکا سا لگا رہتا ہے اور یہ دھڑکا اس کے چہرے پر ایک سیاہی سی طاری کر دیتا ہے اور اس کے چہرے سے نور چھن جاتا ہے۔ گناہ گار زبان سے چاہے اپنا گناہ چھپائے لیکن اس کے چہرے کی اُڑی ہوئی رنگت، اس کا بے ترتیب اُکھڑا ہوا سانس، اس کی بدحواسی اور لڑکھڑائی ہوئی دل کی دھڑکن اس کے سینے میں چھپے ہوئے راز کو افشا کر دیتی ہے۔ موجودہ زمانے میں تو ایسے ایسے آلات نکل آئے ہیں کہ مجرم زبان سے جتنا بھی جھوٹ بولے اس کا بدن اس جھوٹ میں اس کا ساتھ نہیں دیتا اور اس کا راز افشا کر دیتا ہے۔ لیکن صادق ہمیشہ ایک اطمینان کی کیفیت میں رہتا ہے۔ زبان کے ساتھ ساتھ اس کے چہرے کی رونق، دل کی پرسکون دھڑکنیں اور لہجے کا دھیما پن اس کے سچے اور صادق القول ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر رہا ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام زندگی بھر اسی اطمینان قلب کی کیفیت میں رہے۔ عسر یسر، رنج راحت ہر حالت میں آپؑ راضی بقضائے الٰہی رہے۔ بڑے بڑے مصائب کے پہاڑ آپؑ پر ٹوٹے لیکن آپؑ ایک غیر متزلزل اور اٹل چٹان کی مانند اپنے اس ایمان پر کہ میں خدا کا قائم کردہ امام ہوں، قائم رہے۔ تمام مقدمات، ابتلاؤں، مصائب اور مباحثات میں آپؑ کی یہی حالت رہی۔ کبھی گھبراہٹ، بے چینی اور مایوسی کا اظہار آپ نے نہیں کیا۔ یہ وہ اطمینان قلب کا اعلیٰ اور اکمل نمونہ تھا جسے دیکھ کر بہت سی سعید روحیں آپؑ پر ایمان لائیں۔

لالہ دینا ناتھ (ایک ہندو) ایڈیٹر دیش اور مولوی فضل دین وکیل کی حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت بیانی کی گواہی :

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب ایڈیٹر اخبار الحکم نے ایک مرتبہ لاہور میں لالہ دینا ناتھ صاحب سے ملاقات کی۔ دوران ملاقات لالہ جی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

''آپ کو معلوم ہے کہ میرے دل میں مرزا صاحب کی کس قدر عظمت ہے؟ میں ان کا مقام اور مرتبہ بہت عظیم الشان سمجھتا ہوں۔ اگرچہ ان کے دعاوی کے متعلق علم النفس کی رو سے میں یہ مانتا ہوں کہ ان کو سمجھنے میں غلطی ہوئی لیکن ایک مہا پرش اور روحانی آدمی کے لحاظ سے بہت بڑے مرتبہ کے انسان تھے۔ اور میرا یہ عقیدہ ان کے متعلق ایک واقعہ سے ہوا۔ حکیم غلام نبی زبدۃ الحکماء کو آپ جانتے ہیں اور مولوی فضل الدین صاحب وکیل کو بھی۔ حکیم صاحب کے مکان پر اکثر دوستوں کا اجتماع شام کو ہوا کرتا تھا۔ میں بھی وہاں چلا جاتا تھا۔ ایک روز وہاں کچھ احباب جمع تھے اتفاق سے مرزا صاحب کا ذکر آ گیا۔ ایک شخص نے ان کی مخالفت شروع کی لیکن ایسے رنگ میں کہ وہ شرافت و اخلاق کے پہلو سے گری ہوئی تھی۔ مولوی فضل الدین صاحب مرحوم کو یہ سن کر بہت جوش آ گیا اور انہوں نے بڑے جذبہ سے کہا کہ میں مرزا صاحب کا مرید نہیں ہوں۔ اُن کے دعاوی پر میرا یقین نہیں اس کی وجہ خواہ کچھ ہو لیکن مرزا صاحب کی عظیم الشان شخصیت اور اخلاقی کمال کا میں قائل ہوں۔ میں وکیل ہوں اور ہر قسم کے طبقہ کے لوگ مقدمات کے سلسلہ میں میرے پاس آتے ہیں۔ اور ہزاروں کو میں نے اس سلسلہ میں دوسرے وکیلوں کے ذریعہ بھی دیکھا ہے۔ بڑے بڑے نیک نفس آدمی جن کے متعلق کبھی وہم بھی نہیں آ سکتا تھا کہ وہ کسی قسم کی نمائش یا ریاکاری سے کام لیں گے۔ انہوں نے مقدمات کے سلسلہ میں اگر قانونی مشورہ کے ماتحت اپنے بیان کو تبدیل کرنے کی ضرورت سمجھی بلا تامل بدل دیا۔ لیکن میں نے اپنی عمر میں مرزا صاحب ہی کو دیکھا ہے جنہوں نے سچ کے مقام سے قدم نہیں ہٹایا۔ میں اُن کے ایک مقدمہ میں وکیل تھا۔ اس مقدمہ میں میں نے اُن کے لئے ایک قانونی بیان تجویز کیا اور ان کی خدمت میں پیش کیا۔ انہوں نے اسے پڑھ کر کہا کہ اس میں تو جھوٹ ہے۔ میں نے کہا کہ ملزم کا بیان حلفی نہیں ہوتا۔ اور قانوناً اسے اجازت ہے کہ جو چاہے وہ بیان کرے۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ **قانون نے اسے یہ تو اجازت دے دی ہے کہ جو چاہے بیان کرے۔ مگر خدا تعالیٰ نے تو اجازت نہیں دی کہ وہ جھوٹ بھی بولے۔ اور نہ قانون ہی کا یہ منشاء ہے پس میں کبھی ایسے بیان کے لئے آمادہ نہیں ہوں۔ جس میں واقعات کا خلاف ہو۔ میں صحیح صحیح امر پیش کروں گا۔**

مولوی صاحب کہتے تھے کہ میں نے کہا کہ آپ جان بوجھ کر اپنے آپ کو بلا میں ڈالتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا۔ **جان بوجھ کر بلا میں ڈالنا یہ ہے کہ میں قانونی بیان دیکر ناجائز فائدہ اُٹھانے کیلئے اپنے خدا کو ناراض کر لوں۔ یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ خواہ کچھ بھی ہو۔''**

لالہ دینا ناتھ صاحب بیان کرتے تھے کہ مولوی فضل الدین صاحب کہتے تھے کہ یہ باتیں مرزا صاحب نے ایسے جوش سے بیان کیں کہ ان کے چہرہ پر ایک خاص قسم کا جلال اور جوش تھا۔ **میں نے یہ سن کر کہا کہ پھر آپ کو میری وکالت سے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اسپر انہوں نے فرمایا کہ ''میں نے کبھی وہم بھی نہیں کیا کہ آپ کی وکالت سے کچھ فائدہ ہوگا یا کسی اور شخص کی کوشش سے فائدہ ہوگا اور نہ میں سمجھتا ہوں کہ کسی کی مخالفت مجھے تباہ کر سکتی ہے۔ میرا بھروسہ تو خدا پر ہے جو میرے دل کو دیکھتا ہے۔ آپ کو وکیل اس لئے کیا ہے کہ رعایت اسباب ادب کا طریق ہے اور میں چونکہ جانتا ہوں کہ آپ اپنے کام میں دیانت دار ہیں اس لیے آپ کو مقرر کیا ہے۔''**

مولوی فضل الدین صاحب کہتے تھے کہ میں نے پھر کہا کہ میں تو یہی بیان تجویز کرتا ہوں۔ مرزا صاحب نے کہا کہ نہیں جو بیان میں خود لکھتا ہوں نتیجہ اور انجام سے بے پروا ہو کر وہی داخل کر دو۔ اس میں ایک لفظ بھی تبدیل نہ کیا جاوے۔ اور میں پورے یقین سے آپ کو کہتا ہوں کہ آپ کے قانونی بیان سے وہ زیادہ مؤثر ہوگا۔ اور جس نتیجہ کا آپ کو خوف ہے وہ ظاہر نہیں ہوگا بلکہ انجام انشاءاللہ بخیر ہوگا۔ اور اگر فرض کر لیا جاوے کہ دنیا کی نظر میں انجام اچھا نہ ہو یعنی مجھے سزا ہو جاوے تو مجھے اس کی پروا نہیں کیونکہ میں اس وقت اس لئے خوش ہوں گا کہ میں نے اپنے رب کی نافرمانی نہیں کی۔ لالہ دینا ناتھ کہتے تھے کہ مولوی فضل الدین صاحب نے بڑے جوش اور اخلاص سے اس طرح پر مرزا صاحب کا ڈیفنس پیش کیا اور کہا کہ انہوں نے پھر قلم برداشتہ اپنا بیان لکھ دیا اور خدا کی عجیب قدرت ہے کہ جیسا وہ کہتے تھے اسی بیان پر وہ بری ہو گئے۔ مولوی فضل الدین صاحب نے ان کی راستبازی اور راستبازی کے لیے ہر قسم کی مصیبت کو قبول کر لینے کی جرأت اور بہادری کا ذکر کر کے حاضرین مجلس پر ایک کیف آور حالت پیدا کر دی۔ اس پر بعض نے پوچھا کہ پھر آپ مرید کیوں نہیں ہو جاتے تو انہوں نے کہا کہ یہ میرا ذاتی فعل ہے اور تمہیں یہ حق نہیں کہ سوال کرو۔ میں انہیں ایک کامل راستباز یقین کرتا ہوں اور میرے دل میں ان کی بہت بڑی عظمت ہے۔

لالہ دینا ناتھ نے یہ قصہ بیان کرنے کے بعد کہا

وَسِّعۡ مَکَانَکَ الہام حضرت مسیح موعود
RAICHURI CONSTRUCTIONS
SPECIALIST IN BUILDING CONTRACTS
SINCE 1985
EMAIL:RAICHURI.CONSTRUCTION@GMAIL.COM
B/007, ITKAR SOC, SURESH NAGAR, R.T.O.,
ANDHERI (WEST), MUMBAI - 400056.
MAQBOOL AHMED: 09987652552 / 09664334252

قربانی، صدقہ، شادی اور ولیمہ کیلئے بکرے و مرغے کا حلال گوشت دستیاب ہے
SINDHI BROTHERS
& MEAT SHOP

Prop.
Tariq
Ahmadiyya Mohalla Qadian
Mob. 9780601509, 9888266901, 9988748328

کہ اس دن سے میرے دل میں بھی ان کی عظمت ایک روحانی مہا پرش کے ہے۔ گو میں ان کے دعاوی کو یہ سمجھتا ہوں کہ نفس انسانی کی ترقیات میں ایسے مغالطہ لگ جایا کرتے ہیں۔''(الحکم 14 نومبر 1934ء)

اس جگہ ایک غیر احمدی وکیل مولوی فضل دین صاحب کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اس قدر پرزور الفاظ میں ڈیفنس کرنا اُس واقعہ کی یاد دلا دیتا ہے جو قریباً ساڑھے چودہ سو سال قبل پیش آیا جب مشرکین مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتمہ کے خیال سے اپنے قومی مشورہ گاہ دار الندوہ میں جمع ہوئے اور باہم مشورہ کرنے لگے کہ کیا کیا جاوے۔ طرح طرح کے پلان بنائے گئے۔ کسی نے کہا کہ محمدؐ کو زنجیروں سے جکڑ کر ایک کمرہ میں بند کردو۔ غرض کسی نے کچھ مشورہ دیا اور کسی نے کچھ۔ ایک نے یہ مشورہ دیا کہ ہمیں محمدؐ کے بارے میں یہ مشہور کردینا چاہیئے کہ یہ جھوٹا ہے۔ اس پر تو نضر بن حارث سے نہ رہا گیا وہ بے اختیار بول اُٹھا کہ ''دیکھو تمہارے درمیان جوان ہوا، اس کے اخلاق پسندیدہ تھے۔ وہ تم میں سب سے زیادہ سچا اور امین تھا۔ پھر جب وہ ادھیڑ عمر کو پہنچا اور اپنی تعلیم تمہارے سامنے پیش کرنے لگا تو تم نے کہا جھوٹا ہے۔ خدا کی قسم ! یہ بات کوئی نہیں مانے گا کہ وہ جھوٹا ہے۔ وہ ہرگز جھوٹا نہیں''۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام جلد 1 صفحہ 480 بیروت)

اس جگہ یہ بھی قابل غور ہے کہ لالہ دینا ناتھ جی کا حضرت مسیح موعودؑ کے بارے میں یہ کہنا ہے:

''اگرچہ ان کے دعاوی کے متعلق علم النفس کی رو سے میں یہ مانتا ہوں کہ ان کو سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے لیکن ایک مہا پُرش اور روحانی آدمی کے لحاظ سے بہت بڑے مرتبہ کے انسان تھے۔''

ایسا ہی ہے جیسے یورپ کے مستشرق سپرنگر نے آنحضورؐ کے متعلق لکھا کہ:

''ابوبکر کا آغاز اسلام میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان لانا اس بات کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خواہ دھوکا کھانے والے ہوں مگر دھوکا دینے والے ہرگز نہیں تھے بلکہ صدق دل سے اپنے آپ کو خدا کا رسول یقین کرتے تھے۔''

سر ولیم میور کو بھی سپرنگر کی اس رائے سے کلی اتفاق تھا۔ (لائف آف محمد صفحہ 56 بحوالہ سیرت خاتم النبین مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد ایم اےؓ)

حضرت مسیح موعودؑ کے اشد مخالف کی گواہی :

مولوی حسن علی صاحب مسلم مشنری اپنی کتاب تائید حق میں لکھتے ہیں:

میں قادیان کے رہنے والوں سے بھی ملاحتیٰ کہ مرزا صاحب کے ایک سخت مخالف سے ملا جو غالباً اُن کے چچا تھے یا کون؟ میں نے بوڑھے میاں سے سوال کیا کہ آپ مرزا صاحب کو کیا سمجھتے ہیں۔ تو اس کا جواب ''انہوں نے یہ دیا کہ ہم اس کے دعویٰ الہام کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ لیکن ایک بات ضرور کہیں گے کہ یہ لڑکا (یعنی جناب مرزا صاحب) شروع سے ہی نیک چلن تھا (اور کتابوں کے پڑھنے کا اس کو بہت شوق تھا۔ اور عبادت الٰہی کا اس کو بچپن ہی سے ذوق تھا۔''

(تائید حق بحوالہ تاثرات قادیان صفحہ 75)

یہ بعینہٖ وہی بات ہے جو ابوجہل نے آنحضورؐ سے کہی تھی کہ:۔ اِنَّا لَا نُکَذِّبُكَ وَلٰكِنْ نُکَذِّبُ بِمَا جِئْتَ بِهٖ (ترمذی)

یعنی اے محمد ہم تجھے جھوٹا نہیں کہتے بلکہ اس بات کو جھوٹا کہتے ہیں جو تو لایا ہے۔ سبحان اللہ! آقا و غلام دونوں کے حالات ایک جیسے ہیں۔ دونوں کے ساتھ ان کے موافق اور مخالف طبقے نے ایک سا سلوک کیا۔ یہ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی ایک بڑی بھاری دلیل بھی ہے۔ چنانچہ ایک موقعہ پر جب آنحضورؐ نے سورۃ جمعہ میں بیان شدہ آخرین کی وضاحت فرمائی اور امام مہدی کی آمد کی خبر دی تو صحابہ نے پوچھا مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰه یعنی اے اللہ کے رسول! وہ کون ہوں گے اور ان کی نشانی کیا ہوگی۔ فرمایا مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِي۔ یعنی وہ میرے اور میرے صحابہ کے طریق پر ہوں گے۔ ان کے ساتھ بھی وہی سلوک ہوگا جو میرے اور میرے صحابہ سے ہو رہا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے ماننے والوں کے ساتھ وہی سلوک ہوا اور ہو رہا ہے جو مشرکین مکہ نے آنحضورؐ اور آپؐ کے صحابہ کے ساتھ کیا۔ اور آپؑ کے ماننے والے بھی آپ پر ویسا ہی ایمان لائے جیسا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین آنحضورؐ پر۔

معترض کے اس فریب سے پردہ اُٹھانا بھی ضروری ہے کہ ''اس کی جمالیاتی حِس اس قدر تیز اور مشاہدہ حسن اس قدر گہرا اور پختہ تھا کہ عورتوں کا صرف چہرہ دیکھ کر اندازہ کر لیتا تھا کہ یہ حسن دیر پا ہوگا یا جلد ڈھل جائے گا۔''

معترض مبارک پوری صاحب کا یہ قول محض ایک شرمناک دھوکا دہی ہے۔ ایک سچے مامور من اللہ کی مخالفت میں ہر طرح کے شرمناک ذرائع اپناتے چلے جاتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے معتقدین کی تحریرات میں تحریف کرکے یا مفہوم کو توڑ مروڑ کر پیش کرکے سمجھتے ہیں کہ ہم اصل خدمت اسلام کر رہے ہیں لیکن نہیں جانتے کہ ان کی یہ ''خدمت اسلام'' اسلام ہی کے خلاف غیروں کو مواد فراہم کر رہی ہے۔ اور وہ ان کی تحریرات کو بنیاد بنا کر اسلام اور بانی اسلام پر حملے کرتے ہیں کیونکہ ان کا ہر اعتراض کسی نہ کسی رنگ میں آنحضورؐ پر ہی پڑتا ہے۔

(نعوذ باللہ من ذالک)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ سیرت المہدی میں فرماتے ہیں ''بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ مدت کی بات ہے کہ جب میاں ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کی پہلی بیوی فوت ہوگئی اور اُن کو دوسری بیوی کی تلاش ہوئی تو ایک دفعہ حضرت صاحب نے اُن سے کہا کہ ہمارے گھر میں دو لڑکیاں رہتی ہیں۔ ان کو میں لاتا ہوں۔ آپ ان کو دیکھ لیں۔ پھر اُن میں سے جو آپ کو پسند ہو اس سے آپ کی شادی کر دی جاوے۔ چنانچہ حضرت صاحب گئے اور ان دو لڑکیوں کو بلا کر کمرہ کے باہر کھڑا کر دیا اور پھر اندر آ کر کہا کہ وہ باہر کھڑی ہیں آپ چک کے اندر سے دیکھ لیں۔ چنانچہ میاں ظفر احمد صاحب نے اُن کو دیکھ لیا اور پھر حضرت صاحب نے اُن کو رخصت کر دیا اور اس کے بعد میاں ظفر احمد صاحب سے پوچھنے لگے کہ اب بتاؤ تمہیں کون سی لڑکی پسند ہے۔ وہ نام تو کسی کا جانتے نہ تھے اس لئے انہوں نے کہا کہ جس کا منہ لمبا ہے وہ اچھی ہے۔ اس کے بعد حضرت صاحب نے میری رائے لی میں نے عرض کیا کہ حضور میں نے تو نہیں دیکھا پھر آپ خود فرمانے لگے کہ ہمارے خیال میں تو دوسری لڑکی بہتر ہے جس کا منہ گول ہے۔ پھر فرمایا جس شخص کا چہرہ لمبا ہوتا ہے وہ بیماری وغیرہ کے بعد عموماً بدنما ہوجاتا ہے لیکن گول چہرہ کی خوبصورتی قائم رہتی ہے۔ میاں عبد اللہ صاحب نے بیان کیا کہ اس وقت حضرت صاحب اور میاں ظفر احمد صاحب اور میرے سوا اور کوئی شخص وہاں نہ تھا۔ اور نیز یہ کہ حضرت صاحب ان لڑکیوں کو کسی احسن طریق سے وہاں لائے تھے۔ اور پھر ان کو مناسب طریق پر رخصت کر دیا تھا، جس سے ان کو کچھ معلوم نہیں ہوا مگر ان میں سے کسی کے ساتھ میاں ظفر احمد صاحب کا رشتہ نہیں ہوا۔ یہ مدت کی بات ہے۔''

(سیرت المہدی جلد اول حصہ اول صفحہ 240-241)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اس روایت کی وضاحت میں فرماتے ہیں:

''اللہ کے نبیوں میں خوبصورتی کا احساس بھی بہت ہوتا ہے دراصل جو شخص حسن حقیقی کو پہچانتا اور اس کی قدر کرتا ہے وہ مجازی حسن کو بھی ضرور پہچانے گا اور اس کے مرتبہ کے اندر اندر اس کی قدر کرے گا۔ آنحضرتؐ کے متعلق احادیث میں روایت آتی ہے کہ مہاجرین میں سے ایک شخص نے انصار میں سے کسی لڑکی کے ساتھ شادی کرنے کا ارادہ کیا اور آپؐ سے اس کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ بغیر دیکھے شادی نہ کرنا۔ بلکہ پہلے لڑکی کو دیکھ لینا کیونکہ انصار کی لڑکیوں کی آنکھ میں عموماً نقص ہوتا ہے۔ ایک اور صحابی جابر سے جس نے ایک بیوہ عورت سے شادی کی تھی مگر وہ خود ابھی نوجوان لڑکا تھا آپؐ نے فرمایا ''میاں کسی باکرہ لڑکی سے کیوں نہ شادی کی جو تمہارے ساتھ کھیلتی اور تم اس کے ساتھ کھیلتے''۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جن لوگوں نے دنیا میں کچھ کام کرنا ہوتا ہے ان کیلئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ ان کی خانگی زندگی میں ہر جہت سے ایسے سامان مہیا ہوں جو ان کے لئے راحت سکون اور اطمینان کا موجب ہوں تا کہ ان کے بیرونی کام کا بوجھ ہلکا کرنے میں یہ خانگی راحت و سکون کسی قدر سہارے کا کام دے سکے۔''(ایضاً صفحہ 241-242)

(جاری)

(تنویر احمد ناصر۔ قادیان)

❀❀❀

Study Abroad
10 Years Quality Service 2003-2013
سٹڈی ابراڈ
All Services free of Cost
Prosper Overseas is the India's Leading Overseas Education Company.
About Us
Prosper Overseas is a One STOP SOLUTION to all International Study Needs. Representing over 500 Universities / Colleges in 9 countries since last 10 years
Achievements
• NAFSA Member Association , USA.
• Certified Agent of the British High Commission
• Trusted Partner of Ireland High Commission
• Nearly 100 % success Rate in Student Admissions in various institutions abroad, Training Classes, and Student Visas.
Corporate Office
Prosper Education Pvt Ltd.
1-7-27/6, Behind Green Park Hotel, Green Lands, Ameerpet, Hyderabad - 500 16, Andhra Pradesh,
Phone : +91 40 49108888.
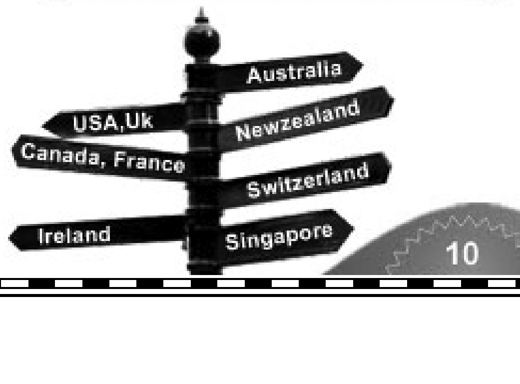

Study Abroad
10 Offices Across India
بیرون ممالک میں
اعلیٰ پڑھائی کرنے کیلئے رابطہ کریں
CMD: Naved Saigal
Website:www.prosperoverseas.com
E-mail: info@prosperoverseas.com
National helpline: 9885560884

محترم مولانا محمد نذیر مبشر صاحب واقف زندگی کا ذکر خیر

طاہر احمد طارق۔ نائب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ

مورخہ ۲۶ جون ۲۰۱۳ء کو صبح فجر کی نماز کے بعد خاکسار کو یہ خبر ملی کہ ہمارے مشفق بھائی سلسلہ کے خادم محترم مولانا محمد نذیر مبشر صاحب اب حکم خداوندی کے مطابق اس فانی دُنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

محترم مولانا محمد نذیر صاحب مبشر ابن محترم محمد صادق صاحب کا تعلق جماعت احمدیہ چارکوٹ سے تھا۔ موصوف ناچیز کے خالہ زاد بھائی تھے۔ اور ایسے بھائی تھے کہ ان کے احسانات کا بدلہ میں چکا نہ سکا۔ ہاں پہلے بھی اس احسان کے بدلہ میں یہ دُعا تھی کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو جزائے خیر وجزائے عظیم عطا فرمائے۔ اور اب بھی اس احسان کے بدلہ میں ناچیز کی یہی دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ آمین۔

وہ کیا احسان ہے کہ جس کا بدلہ میں چکا نہ سکا۔ خاکسار کے نزدیک وہ شخص جس کو اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہونے کے بعد اسلام احمدیت کی خوبصورت تعلیم کو پھیلانے کیلئے اپنی زندگی وقف کر کے خدمت کا موقعہ مل رہا ہو۔ وہ بہت ہی خوش قسمت ہے۔ ناچیز کو بھی اس وقت سلسلہ کی جو بھی خدمت کا موقعہ مل رہا ہے اس میں میرے مشفق بھائی محترم مولانا محمد نذیر صاحب مبشر مرحوم کا بہت بڑا ہاتھ تھا۔

خاکسار 1987ء میں اپنے ماموں زاد بھائی کے ساتھ خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر پہلی مرتبہ قادیان کی مبارک بستی میں اجتماع میں شمولیت کی غرض سے آیا۔ اس وقت مولانا مرحوم جامعہ احمدیہ قادیان کی آخری کلاس میں تھے۔ اور آپ کے دوسرے بھائی مکرم سفیر احمد بھٹی صاحب دوسرے سال میں زیر تعلیم تھے۔ آپ نے مجھے تحریک کی کہ تم جامعہ احمدیہ میں داخل ہو جاؤ۔ اور میرے ماموں زاد بھائی کو کہا کہ اس کو یہاں چھوڑ جائیں۔ انہوں نے رضامندی اس لئے ظاہر نہیں کی کہ گھر سے اجازت نہیں لائے تھے لیکن مولانا نے بہت اصرار کیا جس پر ناچیز نے رضامندی ظاہر کر دی اور قادیان میں ہی رُک گیا۔

مولانا مرحوم نے میرے داخلہ کی تمام کاروائی متعلقہ دفاتر سے کی۔ مولوی صاحب کو میرے داخلہ کی بے حد خوشی تھی۔ آپ کی سب سے پہلی تقرری کرناٹک کی ہبلی جماعت میں ہوئی۔ ساگر کے ایک معلم نے مجھے بتایا کہ محترم محمد نذیر مبشر صاحب کے تحریک کرنے پر میں نے زندگی وقف کی۔ دوسری تقرری امروہہ صوبہ یوپی میں ہوئی وہاں کے بعض معلمین نے مجھے بتایا کہ محترم نذیر مبشر صاحب کے تحریک کرنے پر ہم نے زندگی وقف کی۔ کیونکہ مولانا مرحوم اکثر خلفاء کرام کے ارشادات وقف زندگی کے حوالہ سے بتاتے رہتے تھے۔ پھر جماعت ہموسان راجوری میں جب آپ کی تقرری ہوئی تو دیکھا کہ یہ جماعت دور دراز پہاڑوں پر ہے۔ یہاں سے جماعت اور سلسلہ کی خدمت کیلئے نوجوانوں کو جانا چاہیئے۔ چنانچہ سب سے پہلے وہاں کی جماعت کے معلمین انہی کی تحریک سے وقف کیلئے تیار ہوئے۔ پھر صوبہ ہماچل میں نومبائعین علاقہ میں تقرری ہوئی تو وہاں سے لگ بھگ دو درجن سے زائد نوجوانوں کو دینی تعلیم کی غرض سے قادیان بھجوایا۔ وہ وقف کر کے خدمت بجالا رہے ہیں۔ الحمدللہ۔ الغرض مولانا مرحوم کے اوصاف میں سے ناچیز نے یہ نمایاں وصف دیکھا اور یہ حقیقت ہے کہ جب ایک علاقہ سے نوجوان خدمت کیلئے آتے ہیں تو پھر سلسلہ چل پڑتا ہے۔

خاکسار کے داخلہ کے بارے میں نہ جانے کن کن مراحل سے وہ گذرے آخر اس شرط پر داخلہ ملا کہ ایک سال اپنے خرچ پر بورڈنگ میں رہ کر پڑھنا ہوگا وظیفہ نہیں ہے۔ میرے علم کے بغیر ہی مولانا مرحوم نے رضامندی ظاہر کر کے میرا داخلہ کروا دیا۔ اُدھر میرے والدین نے میرے ماموں کے بیٹے سے کہا کہ تم کیوں اُسے قادیان چھوڑ آئے ہو چنانچہ وہ مجھے واپس لینے آ گئے۔ مولانا مرحوم نے میرے ماموں کے بیٹے کو بہت سمجھایا کہ اسے نہ ملنے جائیں۔ فون وغیرہ کے رابطے تو تھے نہیں کہ وہ میرے والدین سے کہتے۔ آخر میرے واپس جانے سے مولانا مرحوم بیحد مغموم اور پریشان ہوئے لیکن خاکسار جب ایک ہفتہ بعد واپس والدین کی رضامندی کے بغیر آ گیا تو مولانا مرحوم بہت خوش ہوئے خاکسار کے والدین کی خواہش تھی کہ میں میٹرک کے بعد قادیان جاؤں اگلے سال میٹرک کا امتحان دیکر والدین کی خواہش بھی پوری کر دی۔

واپسی پر خاکسار کو میرے مشفق بھائی نے بورڈنگ میں رکھوا دیا چونکہ خاکسار کو اس شرط پر داخلہ ملا تھا کہ ایک سال Mess و دیگر اخراجات ذاتی کروں گا۔ اور بورڈنگ میں کھانا انہیں کو ملتا تھا جن کا وظیفہ ہے اور یا اپنے خرچ والوں نے رقم جمع کروائی ہوگی۔ خاکسار کے گھریلو حالات اس قابل نہ تھے کہ ذاتی اخراجات برداشت کر سکتا۔ پھر والدین کی رضامندی سے بھی نہیں آیا تھا۔ ان دنوں خاکسار بہت پریشان تھا لیکن مولانا مرحوم نے مجھے کوئی احساس نہ ہونے دیا۔ میرے کپڑوں کا بھی انتظام کیا اور کھانے کا بھی کھانے کا انتظام اس طرح کیا کہ مولانا مرحوم دو کس کھانا ایک اپنا اور ایک اپنے چھوٹے بھائی محترم سفیر احمد بھٹی صاحب کا کمرے میں لے آتے جبکہ کمرے میں لانا پابندی تھی۔ پھر وہ دو کس کھانا ہم تینوں ملکر کھاتے۔ ایک دن جب محترم مولانا بشیر احمد صاحب طاہر جو اس وقت سپرنٹنڈنٹ تھے نے کھانا لاتے دیکھا تو اُنہیں بتایا گیا کہ ہم اس بنا پر کمرے میں کھانا لاتے ہیں اس کے بعد انہوں نے مجھے ڈائننگ ہال میں کھانے کی اجازت دے دی۔ مجھے کئی بار احساس ہوتا ہے کہ اگر میرے مشفق بھائی میرے ساتھ اس وقت ایسا احسان شفقت اور محبت کا سلوک نہ کرتے تو نہ جانے مجھے خدمت کا موقعہ ملتا یا نہ ملتا۔ اللہ تعالیٰ دائمی جنت میں ان سے رحمت اور شفقت کا سلوک فرمائے۔

خاکسار نے مشاہدہ کیا ہے کہ آپ سلسلہ کی مضبوطی کے تعلق سے رشتہ وناطہ کے مسائل کو حل کرنے کی بہت فکر میں رہتے تھے۔ اکثر کہا کرتے تھے کہ جماعتوں میں رشتوں کے مسائل حل کریں کیونکہ نئے احمدی کیلئے یہ مسئلہ اہم ہے اور اس کی طرف عدم توجہ ان کے لئے ٹھوکر کا باعث بن جاتی ہے۔ چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ جہاں بھی موصوف کو خدمت کا موقعہ ملا ہے اس طرف مولانا مرحوم کی بہت توجہ رہی ہے۔ خصوصاً مولانا مرحوم جب ہماچل پردیش کی نومبائعین جماعتوں میں رہے آپ مستعدی اور توجہ سے رشتہ وناطہ کے مسائل حل کرتے۔ مولانا مرحوم کو صوبہ ہماچل میں ایک لمبا عرصہ خدمت کا موقعہ ملا ہے۔ چونکہ خاکسار کا ان کے ساتھ ایک محبت اور پیار کا بھی رشتہ تھا۔ جب بھی قادیان آنے کا موقعہ ملتا۔ خاکسار اُن سے ملے بغیر نہیں رہتا تھا۔ اس ملاقات میں نہ ہی گھریلو مسائل اور نہ ہی ذاتی مسائل کا ذکر ہوتا بلکہ اکثر تبلیغی تربیتی اور جماعت کی ترقی کا ذکر ہوتا رہتا۔

مولانا مرحوم ہماچل میں جماعتی مخالفت اور افراد جماعت کی استقامت وغیرہ کے واقعات سناتے۔ میرے علم کے مطابق صوبہ ہماچل میں پہلے بھی مبلغ رہے ہیں اور احمدی بھی تھے لیکن مولانا مرحوم کے ذریعہ سے ایک بڑی تعداد نے بیعت کی ہے اور منظم جماعتوں کا قیام ہوا ہے۔ وہ واقعات وحالات جو تبلیغ و تربیت وغیرہ کے ہیں اُن کی ڈائریوں میں درج ہیں لیکن ایک خواب اکثر وہ سُناتے تھے کہ طالب علمی کے زمانہ میں خواب دیکھتا تھا کہ ہماچل سے میرے ساتھ ہزاروں لوگ قادیان آ رہے ہیں۔ اس وقت ہماچل میں کوئی جماعت بھی نہ تھی۔ مرحوم فرماتے تھے کہ اس خواب سے خواہش تھی کہ ہماچل میں تقرری ہو اور جماعتوں کا قیام ہو۔ الحمدللہ ان کی خواہش اور خواب پوری ہوئی۔ ہزاروں لوگ ان کے ساتھ قادیان آئے ہیں۔ اور کئی افراد تو اب مستقل قادیان میں رہتے ہیں اور کئی نوجوان زندگی وقف کر کے بطور مبلغ اور معلم خدمت بجالا رہے ہیں۔

اکثر ملاقات کے دوران میں جب اُن سے جماعتوں اور نومبائعین کے حالات دریافت کرتا تو کہتے کہ روحانی انقلاب تو آہستہ آہستہ آتا ہے اس لئے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو پیغام پہنچا کر ان کی بیعت کروانی چاہیئے تاکہ ان کو روحانیت میں ترقی کا موقعہ ملے اور اگر بیعت کے بعد کچھ ہٹ جاتے ہیں تو گھبرانا نہیں چاہیئے بلکہ نیک نیتی سے ہمارا کام آگے جاری رہنا چاہیئے۔ اس سے کچھ طبقہ میں تو مضبوطی آئے گی۔

مولانا مرحوم کو تبلیغ کا بے حد شوق تھا۔ ہر کسی کو مشورہ دیتے کہ جامعہ احمدیہ میں یا جامعۃ المبشرین میں داخل ہو جاؤ اور سلسلہ کی خدمت سے بڑی کوئی نوکری نہیں ہے اور یہ حقیقت ہے۔ بیماری کے ایام میں بھی جب دُعا کیلئے کہتے تو متعدد مرتبہ مجھ سے کہا کہ دُعا کرو اللہ تعالیٰ صحت عطا کرے اور مجھے ایک بار پھر خدمت کا موقعہ ملے۔

دسمبر ۲۰۱۱ء میں مولانا مرحوم کا تعلیم القرآن کی طرف سے صوبہ ہریانہ کا دورہ تھا اور یہ مولانا مرحوم کا آخری دورہ تھا۔ اس دورہ میں خاکسار نے آپ کو پورے صوبہ کی جماعتوں کا دورہ کروایا۔ بڑے تجربے کی باتیں بتاتے اور بڑی خوشی کا اظہار کرتے کہ ہریانہ میں بہت اچھا کام ہوا ہے۔ اور یہاں کے نئے احمدی پرانے احمدی لگ رہے ہیں۔ خاکسار نے مرکزی ہدایات پر صوبہ اتراکھنڈ جانا تھا۔ اور ہریانہ کا دورہ کرتے کرتے یمنا نگر جو اتراکھنڈ کے قریب تھا وہاں دورہ ختم ہونا تھا خاکسار نے عرض کی کہ میں اتراکھنڈ جا رہا ہوں چلیں وہاں بھی دورہ ہو جائے گا۔ کہنے لگے وہاں کا دورہ نہیں ہوگا کیونکہ دورہ میرا تو ہریانہ کا ہے۔ میں نے اصرار کیا تو کہنے لگے میں اجازت کے بنا نہیں جا سکتا۔ چنانچہ میں نے مکرم ایڈیشنل ناظر صاحب تعلیم القرآن سے اجازت لی تو وہاں کا بھی دورہ کیا۔

اس دورہ کے دوران میں نے محسوس کیا کہ مولانا مرحوم کو تھکاوٹ ہو جاتی ہے میں نے اپنی اہلیہ سے ذکر کیا کہ مولانا بہت تندرست اور چست آدمی ہیں لیکن اب تھکاوٹ بھی ہو جاتی ہے۔ اور جس طرح کھانا کھاتے تھے نہیں کھا رہے۔ جلسہ سالانہ ۲۰۱۱ء کے بعد غالباً ماہ فروری مارچ میں طبیعت خراب ہوتے ہوتے ماہ جولائی میں تشخیص ہوئی کہ برین ٹیومر ہے۔ انسانی طاقت یا انسانی تدبیر جہاں تک ہو سکتی تھی علاج میں حتیٰ الوسع کوشش کی گئی۔

اپنے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دُعائیہ خطوط لکھے جاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر بہت توکل تھا۔ خاکسار کی اہلیہ کو کہتے کہ تم لوگ میرے لئے دعا نہیں کرتے وہ کہتی کہ مولوی صاحب ہم سارے بہت دُعائیں کرتے ہیں تو کہتے کہ مجھے بھی پتہ ہے کہ دُعاؤں کی بدولت ہی میں اب تک زندہ ہوں ورنہ کب کا رخصت ہو جاتا۔

آخر وہ دن آ گیا جو سب پر آتا ہے اور سب کیلئے اٹل ہے اور مورخہ ۲۶ جون ۲۰۱۳ء صبح چار بجے اپنے مولیٰ حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے پیچھے اپنی اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ بڑی بیٹی کی عمر ۱۹ سال ہے جو بی ایس سی میں زیر تعلیم ہے اس سے چھوٹی پلس ون میں ہے اور اس سے چھوٹی آٹھویں جماعت میں ہے اور سب سے چھوٹا بیٹا دوسری جماعت میں ہے۔ ان کے نام علی الترتیب باصرہ مبشر۔ ماریہ مبشر۔ نائلہ مبشر اور بیٹے کا نام مصور احمد مبشر ہے۔

اللہ تعالیٰ اہلیہ اور سب بچوں کو صبر جمیل عطا کرے اور مرحوم کے نقشِ قدم پر اور نیک خواہشات کے مطابق سلسلہ کے خادم بنیں۔ آمین۔ مرحوم چار بھائی تین بہنیں ہیں سب شادی شدہ ہیں۔ دو بھائی واقف زندگی ہیں مکرم سفیر احمد صاحب بھٹی امیر ضلع و مبلغ انچارج کرنال ہریانہ اور مکرم حافظ محمد اکبر صاحب دفتر تعلیم القرآن قادیان میں خدمت بجالا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ آمین۔

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
Manager : 09464066686
Editor: 08283058886
e : badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Postal Reg. No. GDP/001/2013-15 Vol. 63 Thursday 27 March 2014 IssueNo13

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 550/-
By Air: 50 Pounds or 80 U.S. $
: 60 Euro
: 80 Canadian Dollar
Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2015

اللہ تعالیٰ سے قطع تعلق کرنے میں ایک موت ہے

گناہ سے بچنے کے لیے جہاں دعا کرو وہاں ساتھ ہی تدابیر کے سلسلہ کو ہاتھ سے نہ چھوڑو

اور تمام محفلیں اور مجلسیں جن میں شامل ہونے سے گناہ کی تحریک ہوتی ہے ان کو ترک کرو اور ساتھ ہی دعا بھی کرتے رہو

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 14 مارچ 2014 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

چند جمعے پہلے تک عملی اصلاح کے طریقوں کے بارے میں میں نے چند خطبات دیئے تھے جن میں یہ بھی ذکر ہوا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سامنے اللہ تعالیٰ کو کس طرح پیش فرمایا اور معرفت اور محبت الٰہی کے کیا طریق بتائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے آپ نے کس طرح رہنمائی فرمائی ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کا تازہ کلام اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے حق میں جو معجزات و نشانات دکھائے ہیں وہ کس شان سے پورے ہوئے؟ یہ سب باتیں ایسی ہیں جن کا علم ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کی روشنی میں حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ یہ باتیں ہمارے ایمان اور ہمارے عمل میں ترقی کا باعث بنیں۔

سو آج اس سلسلے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات اور ارشادات کے کچھ نمونے میں پیش کروں گا جس میں معرفت الٰہی کے بارے میں آپ نے رہنمائی فرمائی ہے کہ معرفت الٰہی کیا ہے؟

خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے طریق کی رہنمائی کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ :

انسان خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے دو چیزوں کا محتاج ہے۔ اول بدی سے پرہیز کرنا دوم نیکی کے اعمال کو حاصل کرنا اور محض بدی کو چھوڑنا کوئی ہنر نہیں ہے۔ پس اصل بات یہ ہے کہ جب سے انسان پیدا ہوا ہے یہ دونوں قوتیں اس کی فطرت کے اندر موجود ہیں۔ ایک طرف تو جذباتِ نفسانی اس کو گناہ کی طرف مائل کرتے ہیں اور دوسری طرف محبت الٰہی کی آگ جو اس کی فطرت کے اندر مخفی ہے وہ اس گناہ کے خس وخاشاک کو اس طرح پر جلا دیتی ہے جیسا کہ ظاہری آگ ظاہری خس وخاشاک کو جلاتی ہے۔ مگر اس روحانی آگ کا افروختہ ہونا جو گناہوں کو جلاتی ہے یعنی اس کا بھڑکایا جانا جو گناہوں کو جلاتی ہے معرفت الٰہی پر موقوف ہے معرفت الٰہی ہوگی تو تب ہی یہ جل سکتی ہے اسی پر انحصار ہے اس کا کیونکہ ہر ایک چیز کی محبت اور عشق اس کی معرفت سے وابستہ ہے۔ جس چیز کے حسن اور خوبی کا تمہیں علم نہیں تم اس پر عاشق نہیں ہو سکتے۔ پس خدائے عزوجل کی خوبی اور حسن و جمال کی معرفت اس کی محبت پیدا کرتی ہے اور محبت کی آگ سے گناہ جلتے ہیں مگر سنت اللہ اِسی طرح پر جاری ہے کہ وہ معرفت عام لوگوں کو نبیوں کی معرفت ملتی ہے اور ان کی روشنی سے وہ روشنی حاصل کرتے ہیں اور جو کچھ ان کو دیا گیا وہ ان کی پیروی سے سب کچھ پا لیتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کی معرفت گناہوں سے نجات نیکیوں کی توفیق اور دعا کے معیار کے بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

اصل حقیقت یہ ہے کہ کوئی انسان نہ تو واقعی طور پر گناہ سے نجات پا سکتا ہے اور نہ سچے طور پر خدا سے محبت کر سکتا ہے اور نہ جیسا کہ حق ہے اس سے ڈر سکتا ہے جب تک کہ اسی کے فضل اور کرم سے اس کی معرفت حاصل نہ ہو اور اس سے طاقت نہ ملے اور یہ بات نہایت ہی ظاہر ہے کہ ہر ایک خوف اور محبت معرفت سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ دنیا کی تمام چیزیں جن سے انسان دل لگاتا ہے اور ان سے محبت کرتا ہے یا ان سے ڈرتا ہے اور دور بھاگتا ہے۔ یہ سب حالات انسان کے دل کے اندر معرفت کے بعد ہی پیدا ہوتے ہیں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ معرفت حاصل نہیں ہو سکتی جب تک خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہو۔ اور نہ مفید ہو سکتی ہے جب تک خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہو اور فضل کے ذریعہ سے معرفت آتی ہے......... یہ خیال مت کرو کہ ہم بھی ہر روز دعا کرتے ہیں اور تمام نماز دعا ہی ہے جو ہم پڑھتے ہیں۔ کیونکہ وہ دعا جو معرفت کے بعد اور فضل کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے وہ اور رنگ اور کیفیت رکھتی ہے۔ وہ فنا کرنے والی چیز ہے۔ وہ گداز کرنے والی آگ ہے وہ رحمت کو کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے۔ وہ موت ہے پر آخر کو زندہ کرتی ہے۔ وہ ایک تند سیل ہے پر آخر کو کشتی بن جاتی ہے۔ ایک تیز سیلاب ہے جو کشتی بن جاتی ہے۔ ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی ہے اور ہر ایک زہر آخر اس سے تریاق ہو جاتا ہے۔ یہ معرفت کا مقام ہے۔

بہت ہیں کہ زبان سے تو خدا تعالیٰ کا اقرار کرتے ہیں لیکن اگر ٹٹول کر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ ان کے اندر دہریت ہے کیونکہ دنیا کے کاموں میں جب مصروف ہوتے ہیں تو خدا تعالیٰ کے قہر اور اس کی عظمت کو بالکل بھول جاتے ہیں۔ اسی لیے یہ بات بہت ضروری ہے کہ تم لوگ دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے معرفت طلب کرو۔ بغیر اس کے یقین کامل ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔ وہ اس وقت حاصل ہوگا جبکہ یہ علم ہو کہ اللہ تعالیٰ سے قطع تعلق کرنے میں ایک موت ہے۔ گناہ سے بچنے کے لیے جہاں دعا کرو وہاں ساتھ ہی تدابیر کے سلسلہ کو ہاتھ سے نہ چھوڑو اور تمام محفلیں اور مجلسیں جن میں شامل ہونے سے گناہ کی تحریک ہوتی ہے ان کو ترک کرو اور ساتھ ہی دعا بھی کرتے رہو۔

پھر اس بات کو مزید کھولتے ہوئے کہ گناہوں سے بچنا بغیر معرفت الٰہی کے ممکن نہیں ہے آپ فرماتے ہیں کہ :

یقیناً یاد رکھو کہ گناہوں سے بچنے کی توفیق اس وقت مل سکتی ہے جب انسان پورے طور پر اللہ تعالیٰ پر ایمان لاوے۔ یہی بڑا مقصود انسانی زندگی کا ہے کہ گناہ کے پنجہ سے نجات پالے۔ دیکھو ایک سانپ جو خوشنما معلوم ہوتا ہے بچہ تو اس کو ہاتھ میں پکڑنے کی خواہش کر سکتا ہے اور ہاتھ بھی ڈال سکتا ہے لیکن ایک عقلمند جو جانتا ہے کہ سانپ کاٹ کھائے گا اور ہلاک کر دے گا وہ کبھی جرأت نہیں کرے گا کہ اس کی طرف لپکے بلکہ اگر معلوم ہو جاوے کہ کسی مکان میں سانپ ہے تو اس میں بھی داخل نہیں ہوگا۔ ایسا ہی زہر کو جو ہلاک کرنے والی چیز سمجھتا ہے تو اس کے کھانے پر وہ دلیر نہیں ہوگا۔ پس اسی طرح پر جب تک گناہ کو خطرناک زہر یقین نہ کر لے اس سے بچ نہیں سکتا۔ یہ یقین معرفت کے بدوں پیدا نہیں ہو سکتا۔

پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ :

مذہب کی جڑ خدا شناسی اور معرفت نعمائے الٰہی ہیں اور اس کی شاخیں اعمال صالحہ اور اس کے پھول اخلاق فاضلہ ہیں اور اس کا پھل برکات روحانیہ اور نہایت لطیف محبت ہے جو ربّ اور اس کے بندہ میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اس پھل سے متمتع ہونا روحانی تقدس و پاکیزگی کا مثمر ہے۔

کمالیت محبت کمالیت معرفت سے پیدا ہوتی ہے اور عشق الٰہی بقدر معرفت جوش مارتا ہے اور جب محبت ذاتیہ پیدا ہو جاتی ہے تو وہی دن نئی پیدائش کا پہلا دن ہوتا ہے اور وہی ساعت نئے عالم کی پہلی ساعت ہوتی ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں :

خدا ایک موتی ہے اس کی معرفت کے بعد انسان دنیاوی اشیاء کو ایسی حقارت اور ذلت سے دیکھتا ہے کہ اس کے دیکھنے کے لئے بھی اسے طبیعت پر ایک جبر اور اکراہ کرنا پڑتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی معرفت چاہو اور اس کی طرف ہی قدم اٹھاؤ کہ کامیابی اسی میں ہے۔

فرماتے ہیں :

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا تقویٰ ایمان عبادت طہارت سب کچھ آسمان سے آتا ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے وہ چاہے تو اس کو قائم رکھے اور چاہے تو دور کر دے۔ پس سچی معرفت اسی کا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور لاشئ محض سمجھے اور آستانۂ الوہیت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل کو طلب کرے اور اس نور معرفت کو مانگے جو جذبات نفس کو جلا دیتا ہے اور اندر ایک روشنی اور نیکیوں کے لیے قوت اور حرارت پیدا کرتا ہے۔ پھر اگر اس کے فضل سے اس کو حصہ مل جاوے اور کسی وقت کسی قسم کا بسط اور شرح صدر حاصل ہو جاوے تو اس پر تکبر اور ناز نہ کرے بلکہ اس کی فروتنی اور انکسار میں اور بھی ترقی ہو کیونکہ جس قدر وہ اپنے آپ کو لاشئ سمجھے گا اسی قدر کیفیات اور انوار خدا تعالیٰ سے اتریں گے جو اس کو روشنی اور قوت پہنچائیں گے۔ اگر انسان یہ عقیدہ رکھے گا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی اخلاقی حالت عمدہ ہو جائے گی۔ دنیا میں اپنے آپ کو کچھ سمجھنا بھی تکبر ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس یہ وہ مقصد ہے جس کے لئے آپ مبعوث ہوئے تھے کہ خدا تعالیٰ کی ایسی معرفت ہم میں پیدا فرمائیں گویا ہم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہیں اور اپنے ہر فعل کو خدا تعالیٰ کی محبت اور اُس کے خوف کو سامنے رکھتے ہوئے بجا لائیں۔ ایسی معرفت الٰہی ہم میں پیدا ہو جائے جو ہمارے تمام گناہوں کو جلا دے اور ہم آپ کے مقصد کو آپ کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام باتوں پر عمل کرنے کی اور اس روح کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

❀❀❀

کمپوزنگ و ڈیزائننگ: کرشن احمد قادیان

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان